...ئینہ سکندر جام جم است بنگر — تا بر تو عرضہ دارد احوالِ ملکِ دارا

...خانہ پیسہ اخبار کے سلسلہ تذکرۃ المشاہیر میں سے

آئینہ سکندری

(یعنی)

سکندر اعظم

یونان کے مشہور بادشاہ اور عالمگیر فاتح کی سوانح عمری

جو کارپردازان کارخانہ پیسہ اخبار نے تیار کی

اور سنہ ۱۸۹۶ء میں

(بار چہارم)

بمطبع خادم التعلیم پنجاب لاہور میں منشی محبوب عالم صاحب مالک مطبع کے اہتمام سے چھپی

قیمت غیر مجلد ۹ر ———— مجلد ۱۰۵۰

کارخانہ پیسہ اخبار لاہور کی فہرست کتب میں سے

مشہور لوگوں کی سوانح عمریاں

حیات فردوسی: یعنی حکیم ابوالقاسم کی
سوانح عمری: اسکی شاعری کے حالات اور نامی
شعرا سے مقابلہ جسکو جناب حیرت دہلوی نے بڑی
تحقیقات اور محنت سے تصنیف کیا ہے قیمت [illegible]

بنجمن فرینکلن: امریکہ کے مشہور فلاسفر مدبر
اخبار نویس کی سوانح عمری اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی
انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے اس عالی حوصلہ
اور بلند ہمت شخص نے نہایت گمنامی اور افلاس سے
صرف اپنی کوشش اور لیاقت سے نکل کر دنیا میں اعلیٰ درجہ
کی شہرت اور عزت حاصل کی کوئی دنیادار ممکن نہیں
کہ اس بیش قیمت کتاب کو دلچسپی سے نہ پڑھے بشرطیکہ
اسے اسکے مضمون کا حال معلوم ہو۔ یورپ اور امریکہ
میں لاکھوں اشخاص صرف اس کتاب کی بدولت
کامیاب ہوگئے - - - - [illegible]

مصنفان اسلام: جس میں ابن حنیفہ صاحب
[illegible] نہایت عمدہ سربرآوردہ مصنفان اسلام
کے حالات مختصر [illegible] - [illegible]

نپولین بوناپارٹ: فرانس کے عظیم الشان
[illegible] یورپ کے جنگجو سپاہی بادشاہ کی
سوانح عمری۔ قیمت - - - [illegible]

سیزدہ سالہ حکومت سلطان عبدالحمید خان ثانی شہنشاہ روم: یہ کتاب انگلستان کی
ایک مشہور لیڈی نے قسطنطنیہ میں مدت تک رہ کر اپنی ذاتی
تجربہ کی بنا پر سلطان المعظم کی سیزدہ سالہ حکومت کے
متعلق لکھی ہے جسمیں کمال خوبی کیساتھ حضرت سلطان
کی قابلیت اور اس ملک کی پیچیدہ مسئلہ کو عمدگی سے سلجھانے
کے حالات درج ہیں اسکا اردو ترجمہ معہ بہت سے
حواشی کے چھاپا گیا ہے اور علاوہ اسکے ۳۵ پورے
صفحہ کی تصاویر معہ ایک نقشہ ٹرکی کے لگائی گئی
ہیں اب ۱۸۹۶ء میں یہ بار سوم چھاپی گئی ہے
قیمت فی جلد - - - - - - - [illegible]

سوانح عمری [illegible]: پیشوائے
تہذیب و بانی بزم صلح [illegible]
[illegible] فلسفی [illegible] کی
زندگی کے دلچسپ [illegible] حالات ایسے ہیں کہ
جنکے مطالعہ سے ہر شخص اپنی اپنی سمجھ کے مطابق نتیجہ
نکال سکے اور [illegible] سے [illegible] قائل ہو جاوے کہ
واقعی [illegible] بہت بڑا [illegible] تھا۔
قیمت مجلد معہ تصویر [illegible] - [illegible]

[illegible] ذکر [illegible] حضرت [illegible]

شبیہ سکندر اعظم شاہ مقدونیہ

دیباچہ

قصص الاولین مواعظ الآخرین

جس قدر مشاہیر عالم کے تذکرات اور سوانح عمریون سے ہمارے ملکی زبانون کے کتب خانے معمور ہین اسیقدر انکی تعلیم اہل ملک کے لیے لابدی تسلیم کی گئی ہے یون تو ہر ملک مین تذکرات المشاہیر ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھے جانے کے قابل ہوتے ہین لیکن ہمارے ملک کے برابر انکی ضرورت فی زمانہ کہین نہین - مدت سے آرزو تھی کہ عہد عتیق و جدید کے ان بزرگوارون کی عمرون کے حالات جاننے آپکو

اعظم سے جو طلب سمجھانے کے قابل ثابت کر گئے ہیں مگر اتنا کہ نہایت مختصر پیرایہ
میں حسب کئے جاویں تو بیشک مفید ہوں لیکن چند روز غور و فکر کے بعد یہ نتیجہ
نکالا کہ بالکل مختصر حالات حوالہ قلم کرنے سے بہت زیادہ مفید سوشل مارل اور اخلاقی
پہلو والی باتیں قلم انداز کرنی پڑینگی کہ جنکا درج کرنا بہت ضروری ہوگا۔ لہذا
مناسب سمجھا کہ انکا برو مشاہیر قدیم و جدید میں سے باری باری ایک ایک کا حال
علیحدہ رسالون کی صورت میں ایسے انداز سے قلمبند کرنا چاہیے کہ نہ تو مضمون فضول
کتاب کو طول دیا جاوے کہ فہم قاری پر اسکا مطالعہ گران ہوجاوے اور نہ
موجز ہستے دینا چاہیے کہ جو غرض اس سے مد نظر رکھی گئی ہے مفقود ہوجاوے چنانچہ
مصنف اور اس کا شروع اس سلسلہ کا حضرت گردون بارگاہ ثریا جاہ کشور قیصرہ ہند
کے تذکرے کیا گیا ہے کیونکہ تقریب حضرت علیا کی جوبلی کے اسکا لکھا جانا مناسب
متصور تھا اسکی بعد اب یہ سکندر اعظم شاہ مقدونیہ کا سوانح عمری قلمبند کرکے شائع کیا جاتا ہے
جو امید ہے کہ مثل مصنف سوانح عمری کی طرح شوق اور قدر دانی سے ہاتھوں ہاتھ
لیا جاویگا

اس سلسلہ میں مضامین و مطالب کی تحقیق میری ذاتی رائے اور سوانح کا حصہ
صحت عبارت کے خصوصیت نظر رکھا گیا ہے۔ اس آئینہ سکندری [illegible]
کو بھی ایک معتبر کتابوں سے مضامین مترجم اور مقتبس کئے گئے ہیں قصص [illegible]
بھی چند جملے جنہ اقتباس کرکے اسی عبارت میں درج کئے گئے ہیں جو قابل کر[illegible]
نہیں ہیں یقین ہے اگر شائقین نے خاطر خواہ مدد دی اور عنایات ایزدی شامل
حال رہی تو اس سلسلہ میں قریب سو عمدہ اکابر کے تذکرات شامل ہوجاویں

(محبوب عالم) ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور

تواریخ عالم میں عہد سکندری قابل یادگار ہے

سکندر اعظم شاہ مقدونیہ کے زمانہ نے تواریخ عالم میں ایک بڑا قابل یادگار دور پیدا کر دیا ہے اسکے ذاتی چلن اخلاق اور طبیعت کے صحیح صحیح تجزیہ نکالنے میں کسی قدر مشکلات پیش آتی ہیں۔ لیکن ہم اسکی عمر کے بڑے بڑے واقعات اور نتائج کی تصدیق میں ہرگز شک نہیں لا سکتے اور اس امر کے مان لینے میں بھی ہمین تعلق تامل نہیں کہ نوع انسان پر ان غیر معمولی سوانحات نے کس قدر شجاعت اور ہمت کا مستقل اثر پیدا کر دیا۔ فارس کے عظیم الشان سلطنت کی شکست جس نے کہ یونان کے وجود کو مٹا دینے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تھا۔ اور مقدونیہ والوں کی ملک گیر تلوارین جنکی آب کی تاب نہ لاکر وہ سمندر پار کر بالآخر دریائے نیل سیحون اور سندھ تک کی مملکت میں امان نہیں ملی تھی انکا ذکر زمانہ قدیم سے لیکر آج کے وقت تک تاریخی واقعات میں بہت سرآوردہ اور قابل تعجب و تعریف مانا جاتا ہے۔ علم تحقیقات کے میدان کو بھی سکندر اعظم کی فتوحات سے کچھ کم وسعت نہیں ملی۔ یونان کے علوم و فنون اور زبان کی خوبی۔ اہل یورپ کے لئے ہندوستان کی جانب رستہ کھل جانے کے بعد تجارت کی ترقی۔ اور علوم طبعی اور جغرافیہ کے معلومات کی زیادتی ہی نہیں سکندری فتوحات کی جانب پکار پکار کر توجہ دلا رہی ہیں اور اہل بصیرت کے دل پر یہ واقعات اپنی اہمیت جتلا دینے میں جادو کا اثر کر رہی ہیں۔

شہنشاہ سکندر کی سوانح عمری کے صحیح ماخذ کونسی قرار دئے جا سکتے ہیں

مصنفان تاریخ جیسے کہ بڑے بڑے مؤرخ اور شجاع بادشاہوں کی فہرست میں ہمین کسی ایسے بہادر صاحب اقتدار اور کشور کشا شہنشاہ کے نام پتہ

نہین لگا سکتا جسکو شہنشاہ سکندر یونانی کے مقابلہ مین لایا جاوے جس بے نظیر
نسبت ہے اسمین جس قوت بازو نے دور دراز اقطاع زمین کو بہت تھوڑے سے
زمانہ مین سر کر کے تواریخ مین ایک پہلی مثال (جسکی نظیر امید نہین زمانہ استقبال
کبھی پیدا کر سکے) قایم کی ہے اسی نسبت سے یا اُس سے کسی قدر تیز رفتاری سے
اسکے عمر قیامت تک زندہ رہنے والے نام نے تمام روے زمین پر شہرت
حاصل کی ہے جسکے نام کی شہرت صرف انہین ممالک مین محدود نہین جو اُسکے
سمند بادرفتار نے روندے اور کہوندے ہین - بلکہ موجودہ دنیا کے تمام شائستہ ممالک
مین اِن تمام ہو سکے بقاے نام کا سکہ او خطبہ جاری ہے اور یقین ہے کہ ہمیشہ تک
رہیگا - گو اسکا کوئی کتبہ یا کوئی مورت بطور یادگار عالم مین باقی نہین لیکن
ممکن نہین نظر آتا کہ صفحہ ہستی سے مٹنے اسکے نام کا وہ نقش کالحجر جو نسلاً بعد نسلاً
بنی نوع انسان کے دل پر اترتا چلا آتا ہے محو کر سکے - حالانکہ اسکی حیات کے
کارنامے اور سرگذشت بعض ممالک مین بہت غلط اور مہمل سے رہ گئی ہین - لیکن
اسمین کچھ شک نہین کہ صحیح حالات اس نامی شہنشاہ کے ابھی ایسے مفقود نہین ہو گئے
کہ انکا پتہ نہ مل سکے - ممالک یوروپ مین جو کتابین پائی جاتی ہین - انمین درست
درست حالات موجود ہین کیونکہ ان مورخون کی کتابون کی شہادت سے تیار
کی گئی ہین جو خاص یونان کے باشندے بلکہ سکندر کے ہمعصر اور بہت سی مہمات مین
اسکے رفیق و شریک رہے ہین گو کئی ایک نامور مورخون اور سکندر کے دو رفیقون نے
اپنے چشم دید حالات اسی عہد مین قلمبند کئے تھے لیکن افسوس ہے کہ انکی کتابین گم
ہوگئین اور اس وقت ہمارے پاس انمین سے کسی کی بھی تحریر موجود نہین مگر
حسن اتفاق سے دو اور مصنفون کی کتابین جنہون نے کہ انکو پڑھا تھا موجود ہین
انمین سے ایک کا نام ایرین تھا جو سکندر سے چارسو سال بعد گذرا ہے اور
دوسرا کنٹس کرٹیس اس سے بھی ساٹھ سال بعد ہوا ہے - ان دونون کے سوا
اور بہت مورخون نے جس قدر اس عالی قدر بادشاہ کی تواریخ لکھی ہے

اسکے واقعات محض سکندر کے ہمعصر مورخون کے نوشتون پر منطبق کئے ہین لیکن ایرین کے ماسوا ہم کسی کو بھی معتبر نہین سمجھتے ایرین بھی ایشیا کے جغرافیہ سے زیادہ واقف نہین تہا - کیونکہ اس زمانہ مین علم جغرافیہ پر لے درجے کا غیر مکمل تہا اور ہمارا مورخ اس بیچ پر اعظم کے مقالات کو بڑی صحت سے بیان نہین کر سکا - ان مورخون کے تذکرات و واقعات تمام بڑی بڑی باتون مین متفق ہین لیکن ایرین کی تواریخ کے سوا باقی سب کے چھوٹے چھوٹے حالات مین سخت مختلف ہین - اور یہی وجہ ہے کہ ہم اس رسالہ کو زیادہ تر اسی کی تاریخ کی مدد سے تیار کرتے ہین ✦

بعض ممالک ایشیا اور خاصکر ہندوستان مین اس شہریار نامدار کی سوانح عمری صرف ایک فارسی نظم کی کتاب سے جس کا نام سکندر نامہ ہے منکشف ہوتی ہے لیکن جو حالات اس کتاب مین درج ہین وہ ان یونانی اور لاطینی کتب سے جو اسی ملک مین یا اسکے گرد نواح مین لکھے گئے ہین جسمین سکندر اعظم پیدا ہوا ہے بڑے بڑے مختلف ہین - بعض موقعون پر انمین زمین و آسمان کا فرق ہے جس سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہین کہ مصنف سکندر نامہ کو صحیح حالات کتاب کے وقت نہین ملسکے - کیونکہ ایک تو وہ بزرگ (مولانا نظامی گنجوی رح) سکندر سے تقریباً ڈیڑھ ہزار سال بعد ایک بڑے دور دراز ملک مین جسمین نہ تو صحیح تواریخ کہنے کا اسقدر مذاق تہا اور نہ تہذیب ہی کا رواج تہا گذرا ہے - مصنف خود علم جغرافیہ و تواریخ مین چندان دخل نہین رکھتا تہا اور اسکی معلومات کے ماخذ اور حصول علم واقعات کو ذریعے کوئی معقول نہین بیان کئے گئے - حکایات اور روایات کو تواریخ مان لیا ہے علاوہ اسکے مصنف علیہ الرحمۃ کو تصنیف کتاب کے وقت زیادہ تر رغبت گوئی شاعرانہ اور صحت نظم و قافیہ ردیف کا خیال تہا - اور مقصود فقط یہ تہا کہ شعر میں قبولیت حاصل کریں - اصل مطلب کی صحت نظر انداز کیگئی تہی - جیسے کہ ایک عربی مقولہ ہے " احسن الشعر اکذبہ " چنانچہ مولوی نظامی صاحب

جو سکندر نامہ میں جہاں جملہ داستان سکندر بطریق ایجاز و اختصار بیان کرتے ہیں
یہ بیت لکھتے ہیں جس سے ہماری مطلب کی اور بھی تائید ہوتی ہے ؎

دگر راست خواہی سخنہا گراست	نشاید در آرایش نظم خواست

پھر آگے چلکر اسی عنوان کے ذیل میں فرماتے ہیں ؎

جو نظم گذارش بود راہ گیر	غلط کردن رہ بود ناگزیر
مرا کار من با نغز کاریست	ہمہ کار من خود غلط کاریست

چونکہ تحریر کتاب کے وقت مصنف کا مطلب صرف اظہار شاعری اور لیاقت اپنی
کا ہوا اور دانستہ صحت مطالب تاریخی کے جانب نظر اغماض سے دیکھے تو کسطرح
امید ہو سکتی ہے کہ واقعات تاریخی صحیح رہیں۔ غرض ہمارے خیال میں مصنف
سکندر نامہ نے جو شہنشاہ سکندر کی تاریخ لکھی ہے وہ صحیح نہیں تاہم اسمیں
ہم مصنف پر یہ اتہام نہیں باندھتے کہ اُس نے دانستہ جھوٹ لکھا ہے۔ نہیں بلکہ اس
بزرگ نے براہ سہل انگاری سچ اور جھوٹ سے تمیز نہیں کی۔ اور جو قصے لوگوں سے
سنے بلا تامل مندرج کر دیے کیونکہ اسکی غایت اس تصنیف سے محض اظہار شاعری
تھی نہ صحیح وقایع نگاری۔ اسکے علاوہ بعض ایسے حالات بھی ہیں جنکی صحت اور
غلطی میں موازنہ کرنے کا اُس زمانہ میں شاید خود اونکو موقع نہ ہوگا۔ کیونکہ سکندر کو اپنے
زمانہ کے اسلام کا پیغمبر سمجھنا۔ اسکا کعبہ کی زیارت کرنا اور آب حیوان کی تلاش
میں ظلمات کو جانا ایسے واقعات ہیں کہ جنکا ایک خوش اعتقاد مسلمان کو خواہ
مخواہ سکندر جیسے جلیل القدر بے تعصب بادشاہ پر اعتبار ہو سکتا ہے ورنہ
صورت واقعہ میں یہ باتیں درست نہیں۔ سکندر ایک بت پرست بادشاہ ایسے

مسلمانوں کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سکندر بت پرست بادشاہ نہیں تھا بلکہ اپنے عہد کا دیندار
اور نبی بھی تھا لیکن مسلمان یہ بھی مانتے ہیں کہ سکندر دو تھے ایک سکندر ذوالقرنین رومی۔ اور دوسرا سکندر
مقدونی ہمارے خیال میں سکندر اعظم یونانی تو یہی ہے۔ جسکے حالات ہم لکھ رہے ہیں وہ ہرگز
مسلمان نہیں تھا وہ ایک بت پرست یونانی بادشاہ گذرا ہے۔ لیکن ہمیں سکندر ذوالقرنین کا
حال معلوم نہیں شاید یہ دوسرا ہوگا اور اسی کا اشارہ اہل اسلام کی کتابوں میں ہوگا۔

زمانہ سے ہزارہا سال بیشتر گذرا ہے جبکہ کہ کتابت کا رواج پیدا ہوا - آج کوئی کہہ
نہین مان سکتا کہ جہان کا پایان کدہر ہے - آب حیوان کا چشمہ کہان ہے -
اور ظلمات کس طرف ہے - یہ سب فرضی اور خیالی داستانین ہین - ہمنے جہانتک
تحقیق کیا ہے دین اسلام مین آبحیات کی سوید کوئی حدیث یا نص نہین پائی جاتی
سکندرنامہ کے مطابق سکندر کا عرب روس چین زنگبار وغیرہ ممالک مین جانا اور
انہین فتح کرنا ہمین ثابت نہین ہوتا - ہمارے خیال مین یہہ سب فرضی داستانین گھڑی
گئی ہین

یونانی تواریخون کے زیادہ تر صحیح ہونیکا یہی سبب سمجہا گیا ہے کہ وہ سکندر کے
ہموطن مورخون نے لکھی ہین - اور سوا اسکے عہد سکندری تک یونان مین وہ عہد
سمجہا گیا ہے جبکہ شائستگی اور ترقی معراج پر تہین - تاریخ نویسی کا مذاق
زورون پر تہا - تاریخ کو تاریخ سمجہا جاتا تہا - کیونکہ وہ زمانہ اس ملک سے گذر گیا تہا
جبکہ علم تاریخ کو خیالی داستانون اور فرضی قصون سے زیادہ وقعت نہین دی
جاتی تہی - تواریخ کے قدردان اور لائق مورخ پیدا ہوگئے تہے وہ بخوبی جانتے تہے
کہ ایسا زمانہ آنے والا ہے جبکہ یہ واقعی واقعات فرضی اور خیالی قصون سے
مل جائین گے اور سچ کو جہوٹ سے تمیز کرنا مشکل ہوجائے گا - چنانچہ دیگر ممالک
مشرقی اور ملک ہند کی طرح انکے یہان تاریخ نظم مین نہین لکھی جاتی تہی - بلکہ وہ لوگ
سمجہتے تہے کہ واقعات تواریخی اور سرگذشت حیات تعظیم کو بزبان سلیس نثر مین قلمبند
کرنا مستحسن ہے - گو یونان مین اس زمانہ مین شعر اور سخن کا بہی بڑا رواج تہا
لیکن پہر بہی تاریخ کا پایہ اس قابل سمجہا جاتا تہا کہ اسی نثر مین ادا کرنا بہتر
جانتے تہے -

روبرٹ کسٹ صاحب اپنی کتاب وقائع سکندر اعظم مین لکہتے ہین کہ ایک
اور دلیل یورپین مورخون کے صحت بیان کی یہہ ہے کہ مہمات سکندر کے بعد
زمانہ حال مین جو سیاح اس راستہ سے گذرے ہین جدہر سے کہ سکندر کشورکشائی

کرتا چلا آیا تھا ان کا بیان مورخوں کے بیان سے مطابق پایا جاتا ہے ✤

سکندر کی پیدایش پرورش حسب نسب اور تعلیم و تربیت

سکندر ثالث جو سکندر اعظم کے نام نامی سے مشہور ہے فیلقوس ثانی شاہ ایران کا بیٹا تھا جو حضرت عیسی سے ۳۵۶ سال پیشتر یا آج سے ۲۲۴۰ سال پیشتر ملک یونان میں تولد ہوا۔ اسکی والدہ اولمپس نامی نیوپٹولیمس شاہ اپیرس کی دختر تھی جسکی جانب سے سکندر اپنا سلسلہ نسب اچیلز مشہور دلاور تک پہونچایا کرتا تھا۔

اگرچہ ہمیں سکندر کے حالات سے اسقدر اگہی کہ حکیم ارسطو اسکا معلم تھا مطلق آگاہی نہو تو بھی ہم حکیم النفس معلم کی نسبت سے ہم شاگرد کی قابلیت کے خیالات کی نسبت دعوے قایم کر سکتے ہیں۔ کیا عجب اتفاق تھا کہ ایک ایسے بڑے جلیل القدر اور اول درجہ کی فاتح کی تعلیم کے لئے سب سے پہلا عظیم الشان فلاسفر میسر ہو گیا تھا۔ یعنے جب سکندر کوئی ۱۳ برس کا ہوا تو اس کے باپ نے ارسطو کو اس کا اتالیق مقرر کیا جس رتبہ کا شاگرد تھا اسی پایہ کا اسکو استاد ملا۔ شاگرد نے اپنی فتوحات سے ایک عالم کو مسخر کیا اور استاد نے اپنی تصنیفات سے جہان کو معتقد بنایا۔ اس استاد کامل نے تین برس کے اندر سکندر کو بہت علوم سے ماہر کر دیا اور اسکی حسن خدمت کے صلہ میں فیلقوس نے

۱؎ بعض یونانی مورخوں نے عام افواہ کے لحاظ پر اسکو کسی دیوتا کا بیٹا لکھدیا ہے۔ جسکی حقیقت یہ ہے کہ اس زمانہ میں ملک یونان میں یہ رواج تھا کہ جو کوئی مجہول النسب ہوتا یا اسکا باپ خاندانی نہو یا وہ خود بڑا بہادر اور دلاور ہو تو اسکو کسی دیوتا کا بیٹا تصور کرتے تھے۔ چنانچہ بڑا دلاور ہونے کی وجہ سے سکندر کو بھی کسی دیوتا کا بیٹا خیال کرتے رہے ہیں اور وہ خود بھی یہی ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ میں آدمیوں سے کچھ عالی رتبہ رکھتا ہوں۔ اور دیوتاؤں کے زمرہ میں شامل ہوں بعض لوگ جو اسی دارا کیانی یا رشتہ دار تصور کرتے ہیں یہہ غلط ہے۔ ہاں البتہ وہ دارا کا داماد بعد میں ہو گیا تھا۔ اس سے پہلے یونانیوں اور ایرانیوں میں کبھی رشتہ نہیں ہوا تھا

اسکے شہر کو جسے پہلے ویران کر دیا تھا پھر از سر نو آباد کیا۔

سکندر کی بعض بڑی بڑی تجویزین اس قسم کی ہین کہ انکو ایک غیر محدود اختیارات والے نوجوان کی طبع عالی کے وہم وخیال کے سوا کوئی پایہ نہین دیا جاسکتا۔ لیکن جب معلوم ہوتا ہے کہ ارسطو نے اسی سیاست بدن مین بھی تعلیم دی تھی۔ اور اُسکے استعمال کے لیئے رموز سلطنت پر بھی ایک رسالہ لکھا ہے تو یقین ہو جاتا ہے کہ ان باتون مین بے شک کوئی مخفیہ حکمت مرکوز ہوتی ہوگی سکندر کی سوانح عمری مین بعض ایسے بڑے بڑے واقعات آتے ہین جنسے کافی طور پر اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ ہر ایک طرح کی بے اعتدالیون اور عین عالم شباب کے جوش خروش طبع کے درمیان بھی اسمین ایک سلیم اور مضبوط اخلاقی قوت موجود رہتی تھی جو کہ بہت جلد ہر نوع کا مقابلہ کرکے اس پر غالب آجاتی تھی۔ مگر ان عمر کی آخری ایام مین جب پے درپے فتوحات حاصل ہوتی گئین تو شراب خواری کی کثرت سے اس سے چند افعال قبیح سرزد ہوئی جو اسکے نام پر ایک بدنما دہبہ ہین۔ ترقی تجارت کی حمایت مین بھی اسکی طبیعت نے وسیع جولانی دکھلائی اور زراعت کو بھی فراموش نہ کیا +

افسوس ہے سکندر نے صرف ارسطو کی تعلیم پر اکتفا نہ کیا بلکہ لقواجس کی چاپلوسی اور نوکرون چاکرون کی ناز برداریون اور تابعداریون نے اسکے دل پر ایک نیا مگر بُرا اثر پیدا کردیا جس سے کہ جذبات حیوانی کو بھی اسکی مزاج پر قدرے غلبہ حاصل ہوگیا۔ گو غیظ وغضب اور غرور وخود نمائی کی عادتین اوسکو والدین سے وراثت مین ملی تھین لیکن صحبت طالع نے اسے صیقل دیدیا +

مورخون نے سکندر کی مقبولیت کی بہت سی حکایتین لکھی ہین۔ یہ حکایتین گو کوئی علمی ترقی ظاہر نہین کرتین۔ لیکن مطالب تواریخی کی تکمیل کے رو سے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سکندر کی بچپن کی صحیح تصویر کھینچنے کے لئے انہین بھی رنگ آمیزی کے کام مین لایا جاوے۔ ہمین کچھ شک نہین کہ وہ ہر نوع کی انسانی

لیاقتون اور لیاقتون کا جامع تہا (کشتی گیری کے سوا کیونکہ اس سے اسکو نفرت
تہی) وہ ہر قسم کی ورزش کا شائق تہا۔ اسکی عمر کی مہمات اور سوانحات سے معلوم
ہوتا ہے کہ وہ بڑا بے دہڑک اور جری تہا۔ اور شاید شجاعت اور دلیری مین دنیا
مین یکتا گذرا ہوگا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کوئی سوداگر ایک نادر گہوڑا بیوسی فل فیلقوس کے پاس
لایا اور پچیس ہزار روپیہ اسکی قیمت بتائی۔ بادشاہ سکندر اپنے سوارون کو
ہمراہ لیکر گہوڑے کے امتحان کے واسطے میدان مین گیا۔ مگر اس نے کسی کو پاس
نہ آنے دیا۔ فیلقوس اسکی سرکشی اور بدرکابی دیکہکر سوداگر پر بہت خفا ہوا اُس
وقت بے ساختہ سکندر کی زبان سے یہ کلمہ نکلا کہ افسوس کیا خوبصورت عمدہ
گہوڑا بے تمیزی سے کہوے دیتے ہین۔ فیلقوس اسکی بات خیال مین نہ لایا مگر جب
بار بار اسکو یہی کہتے سُنا تو مخاطب ہوکر کہنے لگا تو بڑون پر طعن کرتا ہے اور اپنے
تئین اُنسے بہتر سمجہتا ہے۔ سکندر نے کہا بیشک اس گہوڑے کے قابو کرنے
کی لیاقت اُنسے زیادہ رکہتا ہون۔ فیلقوس نے کہا اگر تجہسے اس گہوڑے پر نہ چڑہا
گیا تو بتا کیا ہارےگا۔ جواب دیا گہوڑے کی قیمت۔ اس پر سب ہنس پڑے
مگر باپ بیٹون مین یہ بات قرار پا گئی۔ سکندر نے جہپٹ کر گہوڑے کی لگام پر ہاتہ
ڈالا اور اس کا مونہہ سورج کے سامنے کر دیا۔ اصل مین وہ گہوڑا اپنے سایہ سے
ڈرتا تہا اور سکندر یہہ بات تاڑ گیا تہا۔ جبتک گہوڑے کا مزاج درست نہ ہوا اُسکو
دلاسا دیتا رہا۔ پہر یکایک چہلانگ مارکر اُسکی پیٹہ پر جا بیٹہا۔ پہلے اُسے قدم
قدم چلایا اور جب اسکا ڈر بالکل ہٹ گیا تو ہٹکار کر رویہ کیا۔ اور پہر سرپٹ
ڈالدیا۔ اُوس وقت فیلقوس اور ارکان دولت سکتے کے عالم مین کہڑے سوار
کی خیر منا رہے تہے کہ اتنے مین سکندر گہوڑے کو پہیر کر لے آیا۔ سب نے بے اختیار
تحسین و آفرین کی اور اسکی شہسواری کی داد دی۔ فیلقوس کی آنکہون مین
خوشی سے آنسو بہر آئے۔ سکندر کی پیشانی پر بوسہ دیکر کہنے لگا کہ بیٹا اپنے

واسطے کوئی اور سلطنت تلاش کرو۔ مقدونیہ کی ریاست تمہارے شان کے
لائق نہین" ٭

ایک دفعہ جبکہ سکندر بارہ برس کا ہوگا کہ فیلقوس کسی مہم پر گیا اسکی غیبت
مین شاہ فارس کے قاصد مقدونیہ مین آئے۔ سکندر انسے اسطرح
پیش آیا اور ایسی معقول گفتگو زبان پر لایا۔ کہ وہ حیران ہوگئے۔ انہون نے کوئی بات
بچون کی سی نہ کی بلکہ یہہ دریافت کیا کہ فارس مین بڑے بڑے شہر کون سی ہین۔ اور
کتنے کتنے فاصلہ پر واقع ہین۔ سڑکون کا کیا حال ہے۔ اور بادشاہ کی خو کیسی ہے
وہ اپنے دشمنون سے کسطرح پیش آتا ہے اور اوسکی قوت و شوکت کن چیزون پر
منحصر ہے ٭

ایک مورخ لکھتا ہے کہ سکندر کی لڑکپن مین یہہ خواہش نہ تھی کہ اسکا باپ
اسکے لئے ایک ایسی ریاست چھوڑ جائے جسمین صرف عیش و عشرت کے اسباب
مہیا ہون اور آسودگی سے عمر بسر ہو جائے بلکہ اسکی ہمت عالی کا یہہ مقتضا تھا
کہ خود معرکہ آرا ہو اور اپنے قوت بازو سے آپ جنگ و جدل کرکے جاہ و جلال حاصل
کرے۔ اپنے زور بازو سے ایک عالم کو قبضہ مین لائے اور اپنے شان و
شکوہ کی بہار دیکھے اور دکھلائے۔ اس واسطے جب اسکو فیلقوس کی فتحیابی اور
کشورکشائی کا مژدہ پہنچتا تو افسردہ ہوکر اپنے یارون اور جلیسون سے یہ کہتا
کہ اگر میرا باپ یون ہی ملک پر ملک فتح کرتا جائے گا تو ہمارے لئے کیا باقی
رہے گا

سکندر کی سپاہگری کی تعلیم لڑکپن سے شروع ہوتی لیکن عملی جنگی تعلیم
حاصل کرنے کا پہلا موقع اسکو جنگ کیرونیا مین ۳۸ سال قبل مسیح ملا تھا
جبکہ اسکے باپ نے اہل ایتھنز اور اہل تھیبا کی مستعد فوجون کو مع انکے حامیون
کے مغلوب کیا اور یونان کی کل ریاستون کو سلطنت مقدونیہ
کا تابع کرلیا ٭

سکندر کی دلاوری اور فیلقوس کی شکر رنجی

سکندر کی عمر کوئی ۱۶ برس کی ہوگی کہ اسکے باپ نے قسطنطنیہ کے قریب جوار کے علاقہ پر تاخت کی اور بیٹے کو دار الخلافہ مین اپنی بجائے چھوڑ گیا۔ باپ کی غیبت مین سکندر سلطنت کا نظم و نسق بڑی خوش اسلوبی اور لیاقت سے کرتا رہا اور ایک قوم جو اسکے پیچھے باغی ہوگئی تھی اُسے مطیع کر لیا۔ پھر باپ کے ہمراہ جاکر یہاں یونان سے لڑا اور فتحیاب ہوا انہین باتون سے مقدونیہ کے لوگ سکندر کو بادشاہ اور فیلقوس کو جرنیل کہتے تھے۔ لیکن وہ بھی بیٹے کی محبت مین اس سے ناخوش نہ ہوتا تھا۔ مگر آخرش باپ بیٹون مین اَن بَن ہوگئی۔ جسکی وجہ یہہ بیان کرتے ہین کہ فیلقوس نے پچھلی عمر مین ایک اور شادی کی۔ نکاح کے روز جب سب مہمان محفل رقص و سرود مین جمع تھے اور شراب کا دور چل رہا تھا وہین کا چچا شراب کے نشہ مین ہنکارا اٹھا کہ اے حضار مجلس دعا کرو کہ خدا اس نوکتخدا کو اولاد دے اور تخت کا حقیقی وارث پیدا کرے۔ یہہ سنکر سکندر ایسا افروختہ ہوا کہ شراب کا پیالہ جو ہاتھہ مین تھا اسکے موںہہ پر کھینچ مارا اور یہہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا کہ تو مجھی حرامی بناتا ہے۔ فیلقوس کو بھری مجلس مین بیٹے کی یہ حرکت سخت ناگوار گذری اور نشہ شراب مین تلوار لیکر بیٹے کو مارنے اٹھا۔ مگر خیر گذری۔ کہ غصہ کے جوش اور شراب کے نشہ مین لڑکھڑا کر گر پڑا۔ سکندر نے کہا تو ایشیا پر چڑہائی کی تیاریان کیسی کر رہا ہے تجھسی تو دو قدم چلا نہین جاتا۔ اور گر گر پڑتا ہے غرض سکندر اس طرح باپ سے آزردہ ہوکر مقدونیہ کی ایک قریب کی ریاست مین چلا گیا اور وہان ماں کو ماموں کے ہاں پہونچا دیا +

اسکے چند روز بعد یونان کا ایک سوداگر جو خاندان کا امیر تھا اور فیلقوس سے رسم اتحاد رکھتا تھا اُسکے ہاں مہمان آیا۔ فیلقوس نے اثناے گفتگو مین اُس سے دریافت کیا کہ یونان کی ریاستون مین اتفاق کی کیا صورت ہے۔ اُس نے

جواب دیا کہ جب تمہارے گھر مین سلوک نہین تو اورون کا کیا حال پوچھتے ہین۔ اِس بات کا فیلقوس پر ایسا اثر ہوا کہ اُسنے دوست کی ہمراہ بیٹے کو مقدونیہ طلب کر لیا۔ مگر کسی بات پر باہم شکر رنجی ہو گئی اور سکندر کی ان نے جو کینہ توز اور مغرور عورت تھی باپ بیٹے کی باہم صفائی نہ ہونے دی۔ اسی وجہ سے بعض مورخون کو فیلقوس کے قتل مین اسکی بی بی اور بیٹے کی شرکت کا گمان گذرتا ہے مگر بیٹا بری الذمہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ اُس نے اپنے باپ کے قاتلون کو سخت سزا دی اور اُنسے خوب انتقام لیا *

یونان اور ایران کے مذاہب اور وہان کے پولیٹیکل اور سوشل حالات

براعظم یورپ کے جنوب مشرق مین ایک چھوٹا سا ملک واقع ہے۔ جسکو یونان کہتے ہین طبقہ یونان گو وسعت مین چھوٹا ہے مگر شہرت مین تمام دنیا کے کل ملکون سے زیادہ نامور ہے جس زمانہ مین یورپ کے انگلستان اور فرانس جیسے اُجالی ملکون پر جہان کے باشندے آجکل روشنی کی زرق برق پوشاکین پہنکر آفتاب کا مقابلہ کرنے کو موجود ہین جہالت کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اس وقت روے زمین پر اکیلا وہی ملک علم و فضل کی روشنی سے جگمگا رہا تھا۔ گو اس وقت دنیا کے صرف ایک دو اور حصے بھی اسی قسم کی روشنی کے پرتو سے منور ہو رہے تھے لیکن پھر یونان سے کمتر تھے۔ بقراط سقراط ارسطو اور افلاطون جیسے نامور حکیم گذرے ہین اور ہندوستان کے لوگ اُنکے نامون سے ناآشنا نہین سب اُسی خطہ کی خاک پاک سے پیدا ہوے تھے۔ شعر و سخن کی وہان وہ گرم بازاری تھی کہ یورپ کے لوگ آجتک اِن شاعرون کی تصنیفات کو بڑی رغبت سے پڑھتے ہین اور جسکو اُنکے سمجھنے کا مذاق نہین ہوتا اُنہین فاضلون مین شمار نہین کرتے۔ پھر سنگتراشی معماری اور مصوری غرض کوئی فن ایسا نہ تھا جسمین وہان کے لوگ اور ملکون کے باشندون پر فائق نہون۔ باوصف اسکے فن جنگ مین بھی ایسی کامل مہارت

رکہتے تہے کہ کسی کو انکے مقابلہ کی تاب نہ تہی - یہہ ملک ابتدا سے کئی ایک چہوٹی چہوٹی
ریاستون مین تقسیم تہا جو آپسمین ہمیشہ لڑتی بہڑتی رہتی تہین - اسی خانہ جنگی کے
باعث یونانی بڑے لڑاکے ہو گئے تہے - یہہ لوگ زبان و مذہب اور اطوار و نسل
کے لحاظ سے سب ایک تہے - سب کے سب ہندون کیطرح مختلف دیوتاؤن اور دیویون
کی پرستش کرتے تہے اور انکی مورتین اپنی صورت کے مطابق مشابہ کرتے
تہے - زمین و آسمان - آفتاب و ماہتاب - بحر و دریا اور ساری چیزین جنمین انسان
سے زیادہ قدرت پائی جاتی ہے انکے نزدیک عبادت کے قابل تہین اور انکو
انہون نے مجسم قرار دیکر دیوتا مان رکہا تہا - اسی طرح صفات انسانی مثل رحم
و انصاف اور عشق و غضب کی بہی پوجا ہوتی تہی - اور عام محسوسات مین جتنی چیزین
دلکش اور خوشنما نظر آتی تہین - وہ سب انکے ہان دیوتا سمجہی جاتی تہین - اسکے سوا
جو لوگ انکی قوم مین بہادر اور جوانمرد ہو گئے تہے انکی بہی پرستش ہوتی تہی اور
اسی سبب سے انکے ہان اکثر میلے اور تہوار ہوا کرتے تہے -

یونانیون کے دیوتا اکثر وہی تہے جنکی اہل مصر اور ایشیائی قومین پرستش کرتی
تہین اور بعض اور بہی دیوتا ایک خیالی وجود تہے جو انسان پر بلحاظ عقل اور قوت
وجود بقا کے تفوق رکہتے تہے - مگر تاہم امور نفسانی اور کینہ اور حسد وغیرہ برائیون سے
پاک اور مبرا نہین تصور کئے جاتے تہے - قصص الاصنام کے ملاحظہ سے ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ اس قوم کے آبا و اجداد کا مذہب موحد تہا - چنانچہ افلاطون
نے کتاب طیموس مین لکہا ہے - کہ ایک زمانہ وہ تہا کہ خدائے واحد کا تمام عالم
پر عمل تہا - اس عہد مین تمام زمین پر سعادت پہیلی ہوئی تہی - پہر ایک بار
انسان کی طبیعت اور اشیا کی مزاج مین ایک تغیر عظیم جو پیدا ہوا تو عالم کی حکومت
جوپیٹر اور دوسرے مرتبہ کے دیوتاؤن کو سپرد ہوئی - اب ان دیوتاؤن کا
مختلف صیغون مین عمل ہے ان تمام دیوتاؤن مین جوپیٹر جو سب سے بڑا دیوتا ہے
وہ بہی قادر مطلق نہین تصور کیا جاتا تہا - قضا و قدر کا تابع تہا اور [illegible] سے

لہ دیکہو [illegible] جلد اول صفحہ ۸

نرالی انکی پوشاکیں نئے انداز کا جلسا
تفنن کے لیے گانے بجانیکا بھی ہے چرچا

گلے وہ نور کے وہ انکے گانے کی ادا دلکش
وہ اونچی سُر وہ تانیں اور وہ باجوں کی صدا دلکش

دیا کوئی مسافر جانب منزل روانہ ہو
بہت تن کم رہا ہو تھک گیا ہو دور جانا ہو

وہ غربت وہ تھکن وہ بیکسی وہ آبلہ پائی
وہ شوق منزل مقصود اور وہ ناشکیبائی

وہ تنہائی کا عالم اور وہ وحشت فزا وادی
دکھائی تک نہیں دیتی جہاں کوسوں تک آبادی

وہاں وحوش ہو رخت سفر لیا وہ مضطر ہو
وفور ماندگی سے دو قدم چلنا بھی دوبھر ہو

وہ گرمی راستہ چلنے کی اور وہ پیاس کا عالم
پہاڑوں کے وہ کالے کوس اور وہ یاس کا عالم

یکایک طالع برگشتہ جو کچھ راہ پر آئے
درختوں کا ذخیرہ دور سے اسکو نظر آئے

تلاش آب میں بیتاب ہو کر اسطرف جائے
حصول مدعا ہو کالبد بیجان میں جان آئے

درختوں کی قرین چشمہ کوئی وہ نیم جان دیکھے
جسے آب بقا کہتے ہیں وہ آب روان دیکھے

اسی چشمہ سے تھوڑی دور اک بستی نظر آئے
پئے پانی با اطمینان دم بھر واں ٹھہر جائے

وہ پانی کام کر جائے شراب نشہ آور کا
درختوں کی ہوا دے لطف ربط روح پیکر کا

گھڑی بھر وہ رہیگا وہ سما جنگل کی وہ سبزی
وہ سورج کا طلائی رنگ اور وہ دھوپ کی زردی

وہ سبزہ پر مراک سو لالۂ احمر کھلا جیسے
یہ فرش مخمل سبز اور وہ بوٹی سرخ ریشم کی

کھے دلمیں عجب کیفیت آپ ہوا ہے اب
وہی جنگل جو تھا وحشت فزا راحت فزا ہے اب

دل مسرور شکور عنایات سماوی ہو
اس عالم میں تو ہم عقل پہ اسکی جو حاوی ہو

تصور کو تلاش منعم اصلی کا وہو کا دے
جلو بس نا لیاوس کا تماشا اسکو دکھلا دے

پہاڑی پر وہ دیکھو سامنے مجمع ہے پریوں کا
وہیں پانیکا ہے اک حوض اور اسمیں ہے فوارہ

اسی فوارہ سے چاروں طرف یہ فیض جاری ہے
وہ فوارہ نہیں گویا رگ ابر بہاری ہے

وہ پانی موجب شادابی کوہ و بیابان ہے
وہ پانی منبع سیرابی ہر باغ و بستان ہے

علم تواریخ کی یونان میں قدر کیجاتی تھی اور صحیح تواریخ تیار کرنے اور محفوظ رکھنے کا بڑا خیال تھا۔ تمام ممالک روئے زمین جنکا حال اس زمانہ میں معلوم تھا وہ سلطنتوں

ا۔ یہ ایک دیوی کا نام ہے جو اہل یونان کے نزدیک معہ چند سہیلیوں کے پانی کے محافظ تصور کیجاتی تھی ◆

مین منقسم ہو گیا تھے - ایک تو سلطنت ایران جو دولت مین مشہور اور طاقت مین ضعیف تھی - اور دوسری سلطنت یونان جو طاقت مین زیادہ مگر وسعت مین کم تہی - اس سلطنت ایران کا بانی میانی کیخسرو شاہ گذرا ہے جسکا ذکر شاہنامہ مین مفصل درج ہے - شاہ گشتاسپ کے عہد مین ایک سو بیس صوبے اس سلطنت مین داخل تھے - اور ہندوستان تک اس کی سرحد تھی - اندنون ایران مین سکندر کا ہمعصر داراب حکمران تہا - اور جیسا کہ اندنون ہندوستان کے نظم و نسق مین کئی طرح کی خرابیان تہین ویسا ہی ایران کا بندوبست ابتر تہا - رعایا کے مال کی کچھ حفاظت نہین ہوتی تھی اور اُنکو ناظمان شاہی او امیران سرکشی لوٹتے رہتے تھے - زردشت آتش پرست کا مذہب تمام وسیع مملکت مین جسکو پیرو گبر و آتش پرست کہلاتے تھے +

اور یونان کا حال یہ تہا کہ یہہ ملک ابتدا سے مختلف ریاستون مین سطرح منقسم تہا کہ جتنے شہر تھے اتنی ہی ریاستین تہین اور انمین ہمیشہ لڑائی رہا کرتی تہی چھوٹے چھوٹے سردار ہمیشہ خانہ جنگی مین مصروف رہتے تھے اس ملک کے شمال مین ایک چھوٹی سی ریاست واقع ہی جسکو مقدونیہ کہتے ہین اسوقت وہان ایک خاندان کے بادشاہ حکمرانی کرتے تہے جو اپنے تئین یونانی بتاتے تہے ابتدا مین اس ریاست کو بہت رونق اور قدرت حاصل نہ تہی - مگر رفتہ رفتہ زور پکڑ گئی اور سال مسیحی سے ۳۶۰ برس پہلے فیلقوس کے عہد حکومت مین اسکو بڑا عروج حاصل ہوا اس بادشاہ نے اپنی شجاعت اور لیاقت سے اس سلطنت کو بڑہایا اور آہستہ آہستہ یونان کی کل ریاستون کو اپنے فرمان کا مطیع و منقاد بنا لیا -

عہد سکندر سے ایک سو سال پیشتر ایرانیون اور یونانیون مین لڑائیان

ف اس زمانہ مین ایران کا عام دین آتش پرستی تہا - یونانیون کا بت اور عنصر پرستی مصر کا بت پرستی اور حیوانات مثل بیل وغیرہ کی پرستش - فقط یہودی لوگ خداوند وحدہٗ لاشریک کی پرستش کرتے تھے +

ہوتی چلی آتی تہیں ایرانیوں نے یونانیوں پر دو مرتبہ پہلے حملہ کیا تہا اور اگرچہ وہ تعداد میں یونانیوں سے بہت زیادہ تہے لیکن وہ نو مرتبہ بڑی بڑی اور جبری لڑائیوں میں انہوں نے شکست فاش کہائی - بعض مورخوں نے یہہ بہی لکہا ہے کہ ایک مرتبہ اہل فارس نے مقدونیہ کو اپنا باجگذار بہی کر لیا تہا - چنانچہ سکندرنامہ میں بہی اسکی شہادت پائی جاتی ہے اور کتاب نامہ خسروان میں بہی جو ایک معتبر کتاب ہے درج ہے کہ دارا کے باپ داراب نے فیلقوس کو باجگذار کر لیا تہا کیا تعجب ہے شاید صحیح ہوگا - لیکن اسمین بہی کچہہ شک نہین کہ پہر یونانی بہی کچہہ بہت مغلوب نرہے - اور اس وقت سے لیکر ہمیشہ ایشیا کوچک مین ان دونون قومون کے درمیان لڑائی رہنے لگی - ایرانیون کے صوبجات کی حاکمون کا یہہ قاعدہ تہا کہ وہ یونانی سپاہیون یا مزدورون کو جو طمع زر سے ایران مین آجاتے تھے اپنی فوج مین بہرتی کر لیتے تہے - کیونکہ انہین یقین ہوگیا تہا کہ یونانی بڑے جنگجو اور فن جنگ مین بڑے ماہر لوگ مین آرٹکسرکسز کے عہد مین ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا تہا کہ اسکے بہائی خسرو نے سرکشی کی اور گردن اطاعت سے پہیر کر دس ہزار نبرد آزما جوانان یونان کے دریائے فرات سے عبور کر کے فتح کرتا ہوا قریب بابل کے پہونچگیا اور ایک معرکہ عظیم مین وہ اگرچہ فتحیاب ہوا لیکن حیف مارا گیا - یونانیون نے اپنے سپہ سالار کو مرا ہوا دیکہکر مقدس پا ہوتے کالکیا اور باوجودیکہ لشکر ایران فوج یونان کے تعاقب و مقابلہ مین تہا - پہر بہی ہزارہا میل ملک بیگانہ آرمینیا سے گذر کر بخیر و خوبی بحر اسود تک پیچہے ہٹ آئے اور غنیم سے کچہہ نہ ہوسکا - ان باتون سے یونانیون کو یقین ہوگیا تہا کہ ایرانیون کے لشکر ہمارے مقابلہ مین کچہہ حقیقت نہین اور تہوڑی سی جمعیت باقاعدہ بہت سی سپاہ ناجنگ آزمودہ کو ہزیمت دیسکتی ہے -

اس اثنا مین فیلقوس نے بہت سی یونانی ریاستون کو اپنے زیرنگین کر لیا تہا اور باقیون سے پیشتر سوت گانٹہہ لیا تہا سب سے متفق ہو کر اہل فارس

کے مقابلہ کے واسطے مہم کی تیاری کی اور اپنے آپ کو سپہ سالار قرار دیا۔

فیلقوس کی وفات سکندر کی تخت نشینی

فیلقوس مہم ایشیا کے لئے ابھی سامان تیار کر ہی رہا تھا کہ اپنی دختر کی شادی میں ایک امیر کے ہاتھ سے ۳۳۶ سال قبل حضرت مسیح مارا گیا فیلقوس کی ناگہانی موت کی خبر سنکر یونان کی بہت سی ریاستوں نے جب دیکھا کہ تخت و تاج کا وارث ناتجربہ کار لڑکا رہگیا ہے ارادہ کیا کہ شاہان مقدونیہ کی اطاعت سے ہمیشہ کے لئے آزاد ہو جاویں۔ اس لئے بغاوت پر مستعد ہوگئے۔ سکندر بیس برس کی عمر میں مقدونیہ کے تخت پر بیٹھا۔ اور اپنے باپ کے بڑے بڑے ارادوں کو سمجھانا چاہا گو چار طرف سے اُسے خطرہ ہی خطرہ نظر آتا تھا کیونکہ شمال سے وحشیوں کے مہیب حرکات اور جنوب سے کمینے یونانیوں کی شورش سکندر سے نوجوان تخت نشین کے دھمکانے کے لئے کافی تھیں لیکن اسکی طبیعت کی جسارت اور خداداد استقلال ان خطرات پر غالب آگئی۔ اہل تھسلی نے اسکو اپنی ریاست کا حاکم تسلیم کرلیا اور قوم ایمفکٹائن نے بلا عذر اسکو وہ تمام اعزاز سپرد کر دئے جنسے فیلقوس معزز کیا گیا تھا۔

گو سکندر ابھی جوان سال شاہزادہ تھا لیکن اسکی تعلیم کی تکمیل عرصہ سے ہو چکی تھی۔ وہ ہمیشہ اپنے آپکو مشہور دلاوروں پہلوانوں اور دیوتاؤں کا جانشین سمجھتا تھا۔ اسکا خیال تھا کہ اچیلز کی تلوار کو استعمال کرنا میرا فرض اور نیز میری عزت کا باعث ہے اسکے دل میں رجز خوانی سے جوش مردانگی پیدا ہو جاتا تھا اور مطالعہ سے دل و دماغ کو روشنی حاصل ہوتی تھی۔

جب سکندر کو اکثر یونانی قومیں منحرف ہوگئیں تو اسکے وزیروں نے مشورہ دیا کہ یونانیوں سے متعرض نہیں ہونا چاہئیے تاکہ ہمارے پیچھے جب

ہم مہم ایشیا پر جائین شورش نہ مچائین - مگر سکندر نے کہا ایسا نہین ہوگا
مین جبتک گہر کا انتظام درست نہ کرلون میرے شان کے شایان نہین
کہ باہر جاکر لوگون کو دہمکاؤن غرض اُس نے یونانیون کو کچھہ تو سختی اور کچھہ نرمی
سے جسطرح ہوسکا سنبہالا - اِس اثنا مین اسکی کامیابی کی بڑی وجہ اسکی طبیعت
کی ہوشیاری اور پہرتی قرار دیجاسکتی ہے - وہ دفعتاً جو ایشیا کا فساد فرو
کرنے کے لئے چڑہ گیا اور یکایک قوم تہبنیز کے دروازون پر اسطرح جا موجود
ہوا - کہ وہان کے لوگ حیران و ششدر رہگیے - اسکی قوت بازو اور
جسامت طبع کے باعث لوگون کی نگاہ مین اسکی حرمت فیلقوس سے بہی زائد ہوگئی
سیاست لیسی ڈیمن کے سوا یونان کی باقی سب ریاستون نے بمقام کارنتہ اپنے وکیل
بہیجکر بکمال اطاعت اور تابعداری کے اظہار کے بعد مہم فارس کے لئے اسکو
اپنا سپہ سالار تسلیم کیا یہ وہی عہدہ ہے جو کچھہ عرصہ پیشتر اسکے والد کو تفویض
کیا گیا تہا

کہتے ہین اس وقت سکندر کی خدمت مین گرد و نواح کے بڑے بڑے حکیم اور
رئیس مبارکباد کو آئے مگر حکیم دیو جانس کلبی نہ آیا - سکندر خود اس سے
ملنے گیا حکیم اس وقت دہوپ مین لیٹا ہوا تہا - بہت سے آدمیون کو اپنی
جانب آتا ہوا دیکہکر اُٹہہ بیٹہا - سکندر نے بڑے خلق کے ساتہہ اس سے
گفتگو کی اور کہا کہ آپ کوئی خدمت میرے لائق فرماوین - اُس نے جواب دیا
آپ ذرا دہوپ چہوڑکر کہڑے ہوجاوین - اسبات پر سکندر کے رفقا
ہنسے مگر سکندر کو اسکے استغنا پر غش آگیا - اور کہنے لگا کہ اگر مجہکو خدا نے
سکندر نہ بنایا ہوتا تو اُس سے دیو جانس کلبی ہونے کی آرزو کرتا -

سکندر جیسے عظیم الشان جلیل القدر شہنشاہ کے مختصر حیات کی بے شمار
واقعات بطور ایجاز قلمبند کرنے کے لئے بیشک ہم قدم قدم پر نقشون کا حوالہ
نہ دین ممکن نہین کہ اسکی تیز و تند مہمون یلغارون فوج کشیون اور

مقابلوں یا قدرتی رکاوٹوں کا جو اسکی سد راہ ہوئیں یا نہایت وسیع سلطنتوں اور مملکتوں کا جو اس نے صرف چند سال میں کھوندیں پتہ لگایا جا سکے تمام رزم و پیکار کے کارنامے جبتک انکی مقامات وقوع کی نشاندہی جغرافیہ نہ کرے بالکل فضول اور محض بیہودہ از کار فسانے ہیں ۔

شمال کے وحشی باشندے سکندر کی وفات کی غلط خبر مشہور ہوگئی - اہل تھیبز کی گرفتاری

سکندر نے اس غرض سے کہ میری مہم ایشیا پر جانے کی غیبت میں کوئی شریر دشمن پیچھے نہ رہجاویں اور فساد نہ کریں شمال کے وحشیوں کو مطیع کرنے کا ارادہ کیا اپنے پایہ تخت مقدونیہ سے موسم بہار میں ۳۳۵ سال قبل مسیح روانہ ہوکر بارجود وہاں کے ساکنین کے مزاحم ہونیکے برق و باد کیطرح سفر کرکے وسٹ نین کوہ بلقان کے درون سے گذر گیا اور دریائی ڈینیوب کے وسیع میدان میں جا اترا آتے ہی اہل ٹریبلی کو فتح کرلیا اور دریائے ڈینیوب کو کسی ایسے مقام سے عبور کرکے کہ جبکا ٹھیک پتہ لگانا مشکل ہے قوم گیتی کو جو شمالی کنارہ دریا پر رہتے تھے جا دبایا ۔ چونکہ سکندر دفعتاً دو منزلہ سہ منزلہ کرکے انکے سر پر جا پہنچا ۔ وہ ایسے حواس باختہ ہوگئے کہ تاب مقابلہ نہ لاسکے ! الیریس اور طالینطی فرقوں کو تاخت و تاراج کرتے ہوئے کیونکہ مملکت چھوڑنے سے پیشتر سکندر کو ان فرقوں کو دبانا ضروری معلوم ہوتا تھا بلن کو مراجعت کی ۔

ابھی سکندر کو شمالی دشمنوں کی سرکوبی سے بمشکل فراغت ہوئی تھی اور راستہ ہی میں تھا کہ یونانی ریاستوں میں جنکو سکندر نے زور اور تخویف سے مطیع کیا ہوا تھا سکندر کی وفات کی خبر مشتہر ہوگئی اور ایک مرتبہ پھر باغی ریاستوں نے سلطنت مقدونیہ سے آزادی حاصل کرنے کی امید ٹھان لی

اور سکندر کے مقدونی افسروں کو جنکو وہ کیسہ . . . . نیا کی لڑائی کے بعد تھیبز

انکو پولیس کی حفاظت کے لئے وہانکے قلعہ مین تعینات کرگیا تہا قتل کرڈالا باغی ابہی تیاریون مین مصروف تہے اور آزادی کے خیالی پلاؤ پکا رہے تہے کہ انکو دشمن کو بہی خبر جا پہونچی جو دم زدن مین فوج جرار لیکر انکے سر پر برق اسا آن پہونچا۔ اور انکے شہر کے سامنے خیمے ڈیرے ڈالدئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس وقت سکندر کو کوئی معقول عذر سنایا جاتا تو وہ ضرور تسلیم کرتا اور معاف کردیا تہا لیکن باشندگان تہیبز کے کینہ توز پر جوش خیالات نے انہین عذرخواہی سے باز رکہا کیونکہ مورخ لکہتے ہین کہ سکندر نے ایک اشتہار اس مضمون کا جاری کردیا تہا کہ اگر اہل شہر اپنے سرغنے حوالے کردین تو ان سے بازپرس نہ ہوگی۔ اسکے جواب مین اہل شہر نے کہنڈے سے کہا کہ سکندر ہی اپنے دو جرنیل ہمارے حوالے کردے۔ غرض آشتی سے کام نہ چلا اور ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ اگرچہ تہیبز والون نے جنگ مین خوب شجاعت دکہائی اور داد مردانگی دی۔ لیکن سکندر کی فوج سے عہدہ برا نہو سکے۔ تہوڑے سے مقابلہ کے بعد سکندری سپاہی شہر مین داخل ہوگئی۔ فاتح سپاہیون نے ایسا سخت ہنگامہ قتال گرم کیا کہ جسکی تفصیل مین قلم خون رودیتی ہے۔ سکندر کی فوج مین جسقدر فوسیشین پلیٹیلین اور براوشین لوگ تہے۔ اونہون نے گذشتہ دردو دکہ جو اس شہر کے بے تمیز ناتراشیدہ باشندون سے اٹہائے تہے یاد کرکے غیظ وغضب سے آگ بگولہ ہوگئے۔ اور اس طیش سے شہر مین قتل عام کیا کہ جو سامنے آیا جانے نہ دیا خون کے ندی نالے بہ گئے۔ جنہون نے مقابلہ ہی نہین کیا تہا انکو بہی شمشیر کی گہاٹ سے اتارا گیا۔ جو مندرون مین مورتون سے دعائین مانگ رہے تہے اور التجائین کررہے تہے وہ بہی انکے خنجر بران سے نہ بچے

"غرض عورت چہوڑی نہ بچے چہوڑے سب تہ تیغ بیدریغ کردئے"

مقتولون کی تعداد کا تخمینہ ۶۰۰۰ کیا گیا ہے لیکن شاید کسی قدر مبالغہ ہوگا جو قتل سے بچے تہے وہ قریب بیس ہزار کے غلام بنا کر فروخت کئے گئے۔ البتہ

چند منفر اس ہنگامہ قیامت کی لپیٹ مین نہ آئے یعنی خاوان دین اور شہنشاہ فاتح کے چند ہوا خواہ جنھون نے بغاوت کو روکا تہا - اس قتل عام سے بچگئے - اس طوفان بے تمیزی سے مندرون کے سوا تمام شہر کے مکانات منہدم کرا ئے گئے - اور شہر تہیبز اُس وقت فقط ایک کہنڈرات کا ٹیلا معلوم ہونے لگا یا یون کہو کہ اس وقت خطہ یونان سے اس شہر کا نام مٹادیا گیا گو اہل تہیبز بہی اسی قسم کی سزا کے مستحق تہے لیکن چونکہ سکندر نے جانب جنوب آگے بڑہنا تہا اس وقت تو یہی مصلحت نہ سمجہا اور ارادہ ملتوی کردیا کیونکہ وہ سمجہتا تہا کہ تہیبز کی مثال ساری ملک کے باغیون کی عبرت کے لیئے بہت عمدہ نمونہ ہوگا اور یہہ بات ایسی ٹہیک نکلی کہ یونان مین فی الواقع اسکا رعب ایسا چہا گیا کہ پہر کسی مخالف نے سر نہ اٹہایا -

ایشیائی مہم - سکندر کا شہر ٹرای مین پہنچنا

عیسوی سنہ سے ۳۳۴ سال پیشتر موسم بہار مین سکندر نے مہم ایشیا پر جانیکا قصد کیا - یہہ وہی مہم ہے جسکی واسطے اس کے باپ کا سینہ بہی خوش آیند امیدون سے سالہا سال سے گرم تہا چہ پانچ ماہ مین اس چڑہائی کے سامان درست ہوئی سکندر نے تیس ہزار پیادے پانچ ہزار سوار ہمراہ لیئے اس فوج مین زیادہ تر مقدونیہ والے اور اہل تہسلی شامل تہے اور یہی لوگ تہے جنکی ہمت بازو پر سکندر کی نصرت یا ہزیمت کا زیادہ تر مدار تہا باقی بہی کئی ایک ریاستون کی تہوڑی تہوڑی فوجین تہین سکندر کے پاس اس وقت بہت تہوڑا سا خزانہ رہگیا تہا جسکی وجہ یہہ تہی - کہ اُس نے چلنے سے پیشتر بہت سا خزانہ اپنے دوستون اور اہل فوج مین تقسیم کردیا جب ایک سردار نے سکندر سے پوچہا کہ بادشاہ سلامت اپنی سارا خزانہ تو بانٹ دیا اپنے واسطے کیا رکہا ہے سکندر نے کہا اُمید

اس بات نے اس سردار کے دل پر ایسا اثر کیا کہ اس نے معہ اور چند امرا
کے سب لیا ہوا روپیہ واپس دے دیا اور کہا کہ ہم بھی آپ کی امید مین
شریک ہین۔ غرض اسطرح داد و دہش کرتا مقدونیہ سے چلا اور ۲۰ روز کے عرصہ
مین بمقام سسطوس جو کہ ہلس پونٹ کے کنارہ پر واقع تھا جا پہونچا یہ ہلس
پونٹ ایک سمندر کا نہایت تنگ قطعہ ہے۔ جسکو اب آبنائے ڈارڈنلز کہتے ہین
اور یوروپ کو ایشیا سے جدا کرتا ہے۔ وہان فوج کے واسطے پہلے سے
کشتیان تیار کروا رکھی تھین کیونکہ اس زمانہ مین بڑے بڑے جہازون کا کوئی
نام نہین جانتا تھا فوج کو ان مین سوار کر کے خود ایک چھوٹی کشتی مین بیٹھ گیا
اور اسے اپنے ہاتھہ سے کھینچتا چلا گیا۔ منجدھار مین پہنچکر سمندر کے دیوتون اور
دیویون کے نام پر ایک سانڈ کی قربانی دی۔ اور جب کنارہ نزدیک آیا۔ تو
اپنا نیزہ خشکی پر پھینک دیا اور اس سے یہہ شگون لیا کہ ایشیا پر قبضہ ہوگیا۔
کنارہ پر اترکر شہر ٹرای کی طرف روانہ ہوے اور وہان پہونچکر اپنے دوست
ہفیسطین سمیت جو اچیلز کی اولاد سے تھا ان دلاورون کے مقبرون کے جنہون نے
اس میدان پر جانبازیان کی تھین اور جنمین اچیلز بھی معہ اپنے عزیز دوست
پیٹروکلس کی لمبی تانے سو رہا تھا۔ نہایت شوق اور ارادت سے زیارت
کی۔ شاید جوانی کا جوش اس جوان شہنشاہ سے ایسی خوش اعتقادیون
کے ظاہر ہونے کا بڑا سبب ہوگا لیکن اسمین بھی شک نہین کہ سکندر
کی حکمت عملی کا یہہ بھی ایک بہت بڑا پہلو تھا کہ اپنے پیروون اور لشکریون
وغیرہ پر ظاہر کرے کہ وہ بھی زمانہ دلاوری کے مشہور بہادر اور جنگجو اچیلز کا
جانشین ہے

جنگ ... کو حقارت کی نظر سے دیکھکر اشارہ کیا کہ وہ طنبور جسکو اچیلز
بجا کر دل بہلایا کرتے تھا لا یا جاوے۔ سکندر جسکے چہرے پر اوس وقت
عجیب طرح کی اداسی چھائی ہوئی تھی تھوڑی دیر مضطرب اور پریشان سمندر

کے کنارہ پر بیٹھکر مشہور دلاوروں کے کارنامی جنکی تفصیل ملک الشعرا ہومر کی
کتاب الیڈ مین درج ہے طنبور بجاکر اپنا دل خوش کیا - اس بات کی صحت مین ہمین
مطلق شک نہین کیونکہ جسقدر ہمین سکندر کے عادات اور چلن کے حالات
سے آگہی حاصل ہے اُسی قدر ہم جانتے ہین - کہ اسکی طبیعت ضرور اس امر کی متقاضی
ہوئی ہوگی - کیونکہ دلاوران قدیم کے کارنامون کو سنکر اُنکی برابری کرنا اور بزرگ
ہومر کی نظم کو نظر عزت سے دیکہنا یہہ دونون اسکی دلی آرزوئین ہتین -
اور اسی لئے وہ ہومر کی کتاب الیڈ سے ایسا پیار کرتا ہتا کہ ایک دم اسکو جدا
نہین کرتا ہتا بلکہ رات کو تلوار کی ہمراہ پاس رکہکر سوتا تہا اور محبت سے
اسکو "لڑائی کے علم کی حمائل" کہتا تہا +

سلطنت فارس - جنگ گرنیکس

جس زمانہ مین سکندر اعظم ایشیا کے کنارہ پر جا پہونچا تہا - اُس وقت
فارس کی عظیم الشان اور نہایت وسیع مملکت سے کمزوری کی کئی علامتین نظر
آتی ہتین - خود اہل فارس جو فاتح قوم کے ممبر تہے تعداد مین کم تہے - اس تمام
وسیع مملکت پر صرف ایک شاہنشاہ مطلق العنان حکومت کرتا تہا - جسکی
زیر لوائی بے شمار مختلف قومین آباد ہتین - اور ملک کے حصے قدرتی
حدود سے محدود تہے جنکو عبور کرنا ذرا دشوار کام معلوم ہوتا تہا صوبجات دار السلطنت
سے دور دراز فاصلہ پر ہوتے تہے اُنکی حفاظت اور انتظام کے لئے صرف کسی قدر
مصلح فوج ایک معزز افسر کے ماتحت تعینات کی جاتی تہی اور یہہ افسر جنکے سپرد اس
صوبہ کی حکومت کیجاتی تہی بادشاہ کی طرف سے مقرر ہوتے تہے - اس لئے
سلطنت کا چند حصون پر منقسم ہونا اور طاقت مین کمزور رہنا ایسے لابدی امر
تہے کہ جبتک ایسی سلطنت کا وجود باقی تہا بیشک انکا ازالہ ہونا محال
تہا - اسکے علاوہ یہہ حکام صوبجات صرف سزا کے ڈرکے مارے

شہنشاہ کی اطاعت کرتے تھے ورنہ ارادت و مودت کا کوئی رشتہ انمین حائل نہین ہوتا تھا جس وقت کوئی صوبہ دار اپنے آپ کو سلطنت کے مقابلہ کے قابل پاتا تھا اس وقت کھلے بندون باغی ہوکر بادشاہ کو دعوت جنگ کرتا تھا اس لئے اس وقت صرف اسیقدر نتیجہ نکلتا تھا کہ وہ خطہ زمین سلطانی سلطنت کے حدود سے چند سے خارج رہتا تھا۔ بعض صوبہ جات کی حکومت بعض ناظمون کے خاندان مین پشت در پشت چلی جاتی تھی اور چونکہ بادشاہ مین انکے مقابلہ کی تاب نہ تھی اس لئے برائے نام بادشاہ انکے انتظام برائے نام منظور کر لیتا تھا۔

دارا شاہ فارس سکندر بادشاہ کا ہمعصر گذرا ہے اسمین انتظامی لیاقت اور گرتی ہوئی سلطنت کو سنبھالنے کی طاقت موجود نہین تھی۔ انتظام فوج کشی اور نبرد آزمائی سے بالکل بے بہرہ تھا اور ہمت کا پرلے درجے کا پست اسکو حملہ آور قوم کو پسپا کرنے کی بالکل امید نہین تھی مگر ہان یونانیون پر ہی امید تھی جو اسکی فوج مین ملازم تھی کہ اپنے بھائی بندون کا مقابلہ کرسکین گے۔ کمبائی سس کے عہد سے جو شاہ کیخسرو اول کا بیٹا تھا سکندر کے عہد تک دستور ہوگیا تھا کہ بہتیرے یونانی ہیگوڈ سے ہمیشہ اپنے ملک سے آکر شاہ فارس کی ملازمت مین شامل ہوجاتے تھی کیونکہ پیچھے ذکر ہوچکا ہے کہ اہل فارس پر یونانیون کی جنگجوی ثابت ہوگئی تھی۔ اور اسطرح اہل یونان اپنے نئے مالک کے زیر حکم اپنے بھائی بندون کا جو انکے ہمزبان اور ہم اطوار ہوتے تھے مقابلہ کرنے کو میدان جنگ مین مستعد ہوجاتے تھے۔ یونان کی خانہ جنگی اور آئے دن کے جھگڑے و معرکے اکثر اہل یونان کے آرام مین حارج ہوکر انہین وقتاً فوقتاً زاد و بوم چھوڑ کر جلاے وطن ہونے کے لئے مجبور کرتے رہتے تھے اور وہ اس لیے شاہ فارس سے اس عہدہ اور مال متاع کے حاصل کرنے کی تمنا رکھتے تھے جس سے وہ وطن سے دست بردار ہوکر چلے آتے تھے۔ اس وقت دارا کی بڑی امید

کو صرف ایک یونانی ہیمنن نامی باشندہ جزیرہ رودس پر بہروسا تہا کیونکہ اُس کی جنگی قابلیت اور بہرد آزمائی کی لیاقت اس قابل تھی کہ اس کو شاہ مقدونیہ کا مصیب اور زبردست مد مقابل قرار دے سکین ۔

اِس عرصہ مین دارا شاہ فارس کے جرنیل سکندر کے مقابلہ کے لئے لشکر جرار جو قریب ایک لاکہہ دس ہزار کے تہا ایک دریائی گرنیکس کے شرقی کنارے جسکو سٹوولا کہتے ہین اور بحیرہ مارمورا مین گرتا ہے ایک بلند مقام پر ٹہکر آدیے کیونکہ فوج فارس کے سواروں کا ارادہ تہا کہ اس مقام پر دشمن کا مقابلہ کرین لیکن یہ امر میمنن کی رائے کے بالکل برخلاف تہا ۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت یہہ واقف موز جنگ سپہ سالار لشکر کی کمان پر تعینات نہین تہا صرف صحیح اور مفید مشورہ دینے کا مجاز تہا ۔ ادہر سکندر نے مقابل کے ساحل پر دشمن کی فوج کو جو تعداد مین قریب ایک لاکہہ دس ہزار کے تہے اور اسکی اپنی سپاہ سے دوچند سے بہی زیادہ تہی پڑا ہوا دیکہا ۔ سال کو ہی نامی سوار یا شام کا وقت قریب تہا اُسکو ایک سردار نے رای دی کہ اِس وقت حملہ کرنا مناسب نہین ۔ لیکن سکندر نے جواب دیا کہ ایسا کرنا قرین مصلحت اور مقتضائے مردانگی نہین ۔ یہ کہکر دریا مین گہوڑا ڈالدیا اور سوارون کو ساتہہ آنے کا اشارہ کیا سامنے دشمن نے تیر برسانے شروع کئے دریا سے کی تلاطم نے بہی اُسکو بارہا غوطے دئے لیکن دیوانون کیطرح جوش مین بہرا ہوا آگے بڑہ گیا کنارہ پر پہونچکر صف آرائی کی مہلت کسی کو نہ ملی ابہی پیادے پہونچے ہی نہین تہے کہ وہ دونو فوجین غٹ پٹ ہوگئین لیکن چونکہ فارس والون کا مقام قیام مطلق فوج سکندری کے حملہ کی مقاومت کرنیکے قابل نہین تہا اس لئے فوج فارس باوجودیکہ جان توڑ کر لڑی ۔ لیکن شکست فاش اوٹہائی ۔ اس میدان کی فتح صرف سکندر کی ذاتی جرات پر جس نے کہ اپنی ہاتہہ سے فوج مخالف کے دو بڑے نامور سردارون کو خاصے مقابلہ کے بعد خاک مین ملا دیا

اور مقدونیہ والوں کے لیے بہادروں کے نام پر جنہوں نے دشمن کی رہی سہی بے قاعدہ فوج کی صفوں کو درہم برہم کیا نامزد ہو سکتی ہے۔ گو اس حملہ میں سکندر کا جوشن جوڑ کے مقام سے کھل گیا تھا اور خود بھی چھلنی ہو گیا تھا لیکن جسم کو مطلق گزند نہ پہونچا۔ فوج فارس کے یونانیوں نے میدان جنگ میں گو دادِ مردانگی دی تھی لیکن دو ہزار کے سوا باقی سب لشکر مغرور کے آب نیزہ و شمشیر میں ڈوب مرے وہ دو ہزار جو بچ رہے تھے پابزنجیر کر کے مقدونیہ میں غلام بنانے کے لئے بھیجے گئے۔

اس لڑائی کے خاتمہ پر سکندر نے ثابت کر دیا کہ اسکو اظہار محبت سے لشکریوں کے تسخیر قلوب اور انکو آمادہ جنگ و نصرت کرنیکا ڈھنگ خوب یاد ہے اس نے بذات خود اپنے مجروح اور بیمار سپاہیوں کی عیادت کی۔ انکی بہادری کے کارنامے اور زخموں کی باتیں سنیں۔ والدین جنکے بیٹے جنگ میں کام آئے تھے اور بچے جنکے باپ اور بیوائیں جنکے خاوند چل بسے تھے انکی خوب طرح امداد اور ہمدردی کی اور انہیں کئی طرح کی تمدنی حقوق اور مراعات کا مستحق گردانا۔ سکندر نے اپنے جلو میں بوقت جنگ پچیس سوار بطور مقدمۃ الجیش آگے رکھنے کا طریق نکالا تھا۔ چنانچہ وہ پچیس جانباز جو اس حملہ میں اسکی ہمراہ تھے مارے گئے تھے۔ جسپر سکندر نے لسی پس مشہور بت تراش کو حکم دیا کہ انکے بت برنجی تیار کرے۔ چنانچہ وہ بت مقدونیہ میں رکھے گئے اور بعد ازاں شہر روم کے ایک سرکاری عمارت کے سجانے کے کام آئے۔

بحر الجزائر مشرقی یونان کے کنارہ پر بہت سے یونانی قصبات تھے اور چونکہ سکندر کا منشا تھا کہ ان سب کی علیحدہ علیحدہ آزاد ریاستیں بنا دی جاویں اسلئے یہ فتح اسکے مطلب کے لئے بہت سود مند تھی۔ کیونکہ اسکا خیال تھا کہ اس طرح وہ یونانی آپس میں متفاق کر کے میری تخریب نہیں کر سکیں گے اور دوسرا وجہ یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ وہ یونانیوں کو آزادی دینا چاہتا ہے

اور ہر حالت مین انکا ممد اور حامی رہے ۔

مختلف مہمات

سکندر اعظم کے کثیر التعداد مہمات کو اُسکے تہوڑے سے ایام حیات مین جمع کرکے دکہلانا بڑا مشکل کام ہے چنانچہ کسی کسی موقع پر معلوم ہوتا ہے کہ بڑے بڑے نامور مورخون کے بہی ہاتہہ لرزتے رہے ہین۔ یہان پہونچکر ایرین کی تحریرین بہی صاف نشان نہین دے سکتین۔ اس لئے وہ بہی قابل ترجیح نہین۔ ہم ناظرین کو اس سے عمدہ کوئی رائے نہین دے سکتے جیسے کہ ہم اوپر بہی ذکر کر چکے ہین کہ اس مقدونیہ کے بہادر جرنیل کے صحیح صحیح واقعات و مہمات ذہن نشین کرنے کے لئے جغرافیے اور نقشے سے دمبدم مدد لینی چاہیے

جنگ گرینیکس اور میدان انطاکیہ کے درمیان قابل یادگار فقط یہ واقعہ گذرا ہے کہ سکندر نے مقام ہیلیکارنیس واقع کیریا پر تصرف کر لیا یہ مقام ہنین بیلے اس وقت خالی کر دیا تہا۔ کیونکہ اوس پر قبضہ رکہنا اُسے دشوار معلوم ہوتا تہا۔ ایرین نے اس بڑی تواریخی واقعہ کی یاد مین فقط ایک خفیف سا ریمارک لکہا ہے ۔

اب جنوب کی طرف سکندر کے بڑہنے کا جو رستہ معلوم ہوا ہے امین تواریخی اقوال کی تصدیق کے لئے قدرتی نشان بہی جو مدت دراز تک شہادت دینگے موجود ہین۔ مقام فیسیلس سے لیکر پرگا تک اُس نے کچہہ فوج ایک اندرونی طرف کے تونیار شدہ مگر دشوار گذار رستے سے روانہ کی اور خود سیاہ کے کنارہ کنارہ ہوکر چلا ۔ سینکڑون پہاڑ قدم بقدم نردبان کی طرح اُٹہتے چلے جاتے ہین اور انکی قاعدہ اور سمندر کے درمیان دلدل کا ایک تنگ قطعہ حد فاصل ہے اور جو کہ دوسرے رستہ کی نسبت بہت چہوٹا اور آرام کا رستہ ہی سمجہا گیا۔ اور اگر اُسکے ماننے مین کوئی تامل ہو تو یہہ بہی ہو سکتا ہو کہ ان پہاڑون کی چوٹیون

پراس زمانہ مین کوئی رستہ نہین تہا اسلیئے انسان کو مجبوراً براہ آب عبور کرنا
پڑتا تہا چنانچہ سکندر کے گذرنے وقت اُنکی خوش نصیبی سے سمت ہوا اس وقت
مین شمالی ہوا کے چلنے کی وجہ سے پانی بہت نیچا چلا گیا تہا اور ہوا بہت موافق تہی
وہان پہونچکر سکندر نے سلیین کے مضبوط قلعہ پر جو کہ میانڈر کے منبع کے
متصل ہے قبضہ کرلیا اور وہان سے ۳۳۳ سال قبل مسیح مین بمقام گورڈیم واقع
فریگیا پہونچگیا یہان اُسکو ساکنین کے تعصب اور خوش اعتقادی کی وجہ سے
ایک بڑا نادر موقع فائدہ حاصل کرنے کا ملگیا۔ اس شہر مین لوگون کا اعتقاد
تہا کہ جو شخص ایک عقدہ کی (جو وہان موجود تہی) نہایت پیچیدہ اور مشکل گانٹہ کہول
دیگا اُسکو ایشیا کی سلطنت نصیب ہوگی۔ کیونکہ وہ کہتے تہے کہ یہ ایک دیوتا کا
فرمان ہے اس گانٹہ کے ذریعے سے رتہ کے دُہرے سے گہوڑونکا جوا جکڑا ہوا
تہا چنانچہ سکندر نے نہایت پہرتی سے بذریعہ عورت یا کسی اور طرح عقدہ کشائی
مین کامیابی حاصل کی۔ اسکے ارادے کی تصمیم طبیعت کی چالاکی اور لشکر ظفر پیکر
کی حضوری سب ایسے اسباب تہے کہ اس دیوتا کے فرمان پورا کرنے اور سکندر
کو لوگون کی آنکہون مین اعزاز حکمرانی بخشنی مین کام آئے ✦

یہان فوج مین وطن سے اور کمک آملی اور بہت سے سپاہی جو سکندر نے گذشتہ
سرما مین مقدونیہ کو بہیجی تہی شادیان کراکر آپہونچے معلوم ہوتا ہے
اس مقام سے جو سکندر ایشیا کوچک کے وسطی سطوح مرتفع اور وہان سے سلیسا
کے میدانون مین پہونچا ہے اور درہائے کوہستان سے سفر کرکے جو طرطوس
مین پہونچا ہے یہ سب وہی رستے ہین۔ جنپر اس سے پیشتر ایک صدی کامل
خسرو شاہ نے اپنے بہائی کے مقابل یونانی لشکر کی اعانت سے فوجکشی کی تہی
زمانہ حال کے مورخ قیاس کرتے ہین کہ طرطوس سے شمال کی جانب بیس
میل کے فاصلہ پر جو تنگ گلی پہاڑ مین کاٹی ہوئی ہے وہی ہے جسے زینوفن
اور ایرین یونانی مورخ سکندر کا رستہ بیان کر گئے ہین اس شہر طرطوس

کے نیچے ایک دریا بہتا تھا جسکا نام سڈنس تھا۔ سکندر جب یہاں پہونچا تو دریا کا پانی صاف وشفاف دیکھکر اس مین کود پڑا۔ منزل کی تکان کی وجہ سے یا گرم گرم دریا کے سرد پانی مین کود پڑنے کے سبب سکندر کو بخار چڑھ آیا چنانچہ اُسکو اس مقام پر قیام کرنا پڑا۔ اسی طرح کی غلطی سے کہتے مین کہ اسی مقام پر شہنشاہ فریڈرک بار بیروسا بھی بیمار ہوکر مرگیا تھا۔ غرض سکندر ایسا بستر علالت پر پڑا کہ جان کے لالے پڑ گئے اور حکیمون نے دوا دینے مین تامل کیا کیونکہ انہون نے سوچا کہ اگر سکندر اس بیماری سے جانبر نہوا تو معتقدین والے ہمین زندہ نہ چھوڑینگے۔ مگر ایک حکیم نے جرات کرکے ایک دوا تجویز کی ابھی وہ دوا تیار بھی نہ ہو چکی تھی کہ سکندر کے اس جرنیل نے جو سیریا شام کیوقت عبور دریائے گرینکس سے مانع ہوا تھا ایک خط لکھا کہ تمہارا اس حکیم کی دوا ہرگز نہ پینا وہ دوا اسے ملا ہوا ہے۔ اور دارا نے تمہارے زہر دینے کے لئے اس سے انعام کا وعدہ کر رکہا ہے۔ یہہ عریضہ سکندر نے سرہانے رکھہ لیا مگر آفرین ہے اس جوانمرد بادشاہ کی خدادا دلیری اور استقلال پر کہ جب حکیم دوا بنا کر سامنے لایا تو ایک ہاتھ سے دوا کا پیالہ مونہہ سے لگا لیا اور دوسرے ہاتھ سے اُسے وہ خط دکھلایا۔ سکندر دوا پیتا جاتا تھا اور حکیم وہ شکایتی خط پڑھکر مصداق قہر درویش برجان درویش پیچ و تاب کہاتا جاتا تھا۔ یہ مقام اس حکیم النفس شہریار کی سوانح عمری مین بیشک بڑی گہری توجہ کے قابل ہے اس کی جوانمردی اور حمیت اس امر کی مقتضی نہ ہوئی کہ ایک خیرخواہ حکیم کو جو بظاہر دوستی کا دم بہرتا ہے اسکی دوا پینے سے انکار کرکے شرمندہ کرے یا دوا کی کہانے سے پہلے اسکو خط دکہلاوے آخر کچھہ عرصہ کے بعد سکندر کو صحت کلی حاصل ہوگئی

اس سے کچھہ عرصہ پیشتر میمنن مرگیا تھا اور اسی کے ساتھہ دارا کی گرما گرم امیدین بھی چندہ درگور ہو گئی ہتین۔ مرنے وقت یہ بہادر لطف جنگ مین تجربہ کار سپہ سالار بحر جزائر مشرقی یونان مین ایک زبردست جنگی

پڑا لے پڑا تھا جسکی مزاحمت سکندر ہرگز نہین کر سکتا تھا - اُس نے مقام لیبوس پر قبضہ کر لیا تھا اور مقدونیہ مین یہ بوا پر حملہ کر سکتا تھا کیونکہ اُسے امید تھی ریاست لیس ڈیمون جو سکندر کے قبضہ سے آزاد تھی میری امداد ضرور کرے گی - میمن کی اتفاقیہ مرگ نے سکندر کو ایسے دشمن کے ہاتھ سے رہائی ملی کہ جسکی شورش اور مخالفت کے وقت سکندر کو ایشیا کی ایسے نمایان اور روشن فتوحات کو ادہورے چھوڑ کر بجز یونانین لوٹ جانے کے اور کچھ بن نہ آتا تھا -

جنگ انطاکیہ

طرطوس سے روانہ ہو کر سکندر اُسی راستہ سے جسپر کیخسرو گذرا تھا براہ خلیج سکندرون چھوٹے سے قصبہ میری انڈرس پر جو ملک سیریا یعنے شام مین واقع ہے جا پہونچا - دارا نے پہلے ہی سے ملک شام مین ایک فراخ کے میدان کو جسپر کہ اُسکی بیشمار فوج بآسانی ڈیرہ خیمہ لگا سکتی تھی روکا ہوا تھا دارا نے چاہا کہ اِس مقام کو چھوڑ کر کسی اور جگہہ پر جہان مقابلہ کا عمدہ موقع ہو شکر جا ڈالے لیکن ایک یونانی امنیلس نامی نے جو اُسکی ملازمت مین تھا اُسے ایسا کرنے سے منع کیا - کیونکہ اسکے نزدیک اس سے عمدہ موقع فوج ڈالنے کا ملنا مشکل تھا - مگر افسوس دارا نے اسکا کہنا نہ مانا - اور ایک جگہ مقابلہ کرنے کے لئے پسند کی جسپر اسکو ہزیمت ہوئی عقلمندون کو ایک حکمی امر نظر آتا تھا - سلسلہ کوہستان طرطوس سے ایک چھوٹی سی پہاڑی خلیج سکندرون کی جانب نکل جاتی ہے اور اِس خلیج کے سطح مرتفع پر جا ختم ہوتی ہے جو سلسلہ کوہستان خلیج سکندرون کے کنارون تک چلا گیا ہے - صرف بعض بعض مقامات پر اتنا میدان ساحل پر بچا ہوا ہے کہ جسپر کہ دو فوجین سامنے رزم آرا ہو سکین ایک مقام پر راستہ ایسا تنگ ہے کہ کرو ہان نہ خاطر خواہ بچاؤ اور حفاظت کی صورت ہاتھ آجاتی ہے - اس غیر محفوظ

راستہ سے سکندر شام مین واصل ہوا تہا۔ اور جو سبب کہ گذشتہ ہے جو کہ اسین
سے بہی شمال کیطرف سلسلہ کوہستان مین واقع تہا۔ اس نے حملہ انجام
سے میدان انطاکیہ کیجانب آ کے نکل گیا تہا۔ یہان تک کہ دریائے پنارس
اسکی فوج کے خیمہ کیجانب واقع تہا اور وہ خود سکندر کے میسرہ کی طرف
سنگ انداز تہا لیکن افسوس اس نے ایسے مقام کو میدان کارزار قرار دیا
تہا جہانسے فتح یقیناً اہل مقدونیہ کے حصہ مین ہوتی نظر آتی تہی۔

سکندر پس پا ہوکر کوہستان باب شام سے جا گذرا اور شاہ فارس کو میدان
انطاکیہ مین آمادہ کارزار پایا اپنی فوج بہی وہین ڈالدی۔ مقدونیہ والون کی
فوج جانب یسار سمندر سے محفوظ تہی اور جانب یمین بہی ایسے مقام پر
تہی کہ جہان امید نہین تہی فارس کی جرار فوج اسکو گہیر کر شکست دینگے
شاہ فارس کے پاس گو غنیم سے کئی حصے زیادہ فوج تہی لیکن تو بہی فوج مخالف
کے حملہ کا منتظر رہا گویا کہ اسے اپنی کمزوری کا خود یقین تہا اور پہلے ہی سے
جانتا تہا کہ مجہے شکست ہوگی اس لئے خود سامنے کی ندی کو عبور کرنا مصلحت
نہ دیکہا جو اپنی فوج کے جانب یمین قایم تہا خود دریا مین گہوڑا ڈالدیا۔ اور
باہر نکلکر برق کی تیزی اور صاعقہ کی کوند سے فارس والون پر حملہ کرکے علی الفور
انکی یسار کو توڑ دیا شاہ فارس کی فوج کے تیس ہزار یونانیون نے مقدونیہ
والون کے وسطی حصہ کا خوب جان توڑ کر مقابلہ کیا۔ اور فوج فارس کے جانب
یمین کے سوارون نے جو کہ اہل تہسلی کے بالمقابل تہے ویسی ہی جوہر شجاعت
دکہائی اور بڑے جوش مین آکر لڑتے رہے لیکن معرکہ مین جبکہ ہنگامہ کارزار
گرم تہا دارا شاہ فارس نے جب اپنی یسار کو شکستہ دیکہا تو بزدلی کے آثار
ظاہر کئے اور ازراہ حماقت میدان جنگ سے ایک گہوڑے پر سوار ہوکر ایسا
بہاگا کہ کسی کے ہاتہ نہ آیا سوار جو میدان مین جمع کہڑے تہے باقی فوج
سمیت اپنے بادشاہ کیطرح بہاگ نکلے غالباً کشت وخون بے اندازہ ہوا ہوگا

لیکن تو بھی یونانی مورخون کی تحریر کیا مبالغہ ہی مان لیا دی تا ہم اس جنگ کا موقع
اور کیفیت اس امر کی شاہد ہے کہ بڑی خونریزی کا معرکہ ہوا ہوگا۔ بطلیموس
جو بعد ازان مصر کا بادشاہ ہو گیا تھا اور اس لڑائی مین بذات خود شریک
تھا بیان کرتا ہے کہ ایک تنگ رستہ بالکل مقتولین کے سر بریدہ جسمون کی نعش
سے ڈھنپا ہوا تھا۔ چنانچہ اسپر سے تعاقب کرنیوالونکا یہی گذر ہوا جبکہ گھوڑون کا
شاید ایک ہی قدم لاشون کے سوا زمین پر نہین پڑا ہوگا۔ دارا دریائے فرات
سے بمقام تھپیکس کے پاس کے گذر سے جو معمولی راستہ عبور دریا کا تھا اور جسکا
عرض بلد شمالی ۳۶ درجہ ۱۵ دقیقہ ہے جان بچاکر گذر گیا۔ لیکن اپنی بیگم اور
والدہ ایک ناکتخدا لڑکی ہو ایک معصوم بچہ کے جو میدان جنگ تک اسکے
ہمراہ آئی تھیں دشمن کے ہاتھ مین چھوڑ گیا۔ سکندر کے لشکریون نے فوج
فارس کو خوب لوٹا جب شہنشاہ نصرت مآب دارا کے خیمہ مین داخل ہوا تو اُسکے
مختلف درجے اور ہر درجے مین تکلف کا سامان دیکھکر حیران ہوا۔ کسی مین حمام
کا اہتمام اور مشک عنبر جلتا دیکھا کسی مین کھانے پینے کی چیزین اور دنیا
کی نعمتین مہیا پائین اور کسی مین خوابگاہ کے تکلف نظر آئے یہ بہار دیکھکر
اپنے رفقا سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے ایشیا مین اسی عیش و
عشرت کا نام بادشاہت ہے۔ اسی خیمہ مین بیٹھا کھانا کھا رہا تھا کہ برابر کے
خیمہ سے عورتون کی گریہ وزاری کی آواز آئی۔ تفتیش کے بعد معلوم ہوا
کہ دارا کی بیوی لڑکی اور والدہ اسکے رتھ اور کمان کو دیکھکر روتی ہین۔
اور سمجھتی ہین کہ وہ لڑائی مین مارا گیا۔ سکندر نے انکے حال زار پر افسوس
کیا اور انسے کہلا بھیجا کہ دارا زندہ ہے تم غم نہ کرو اور خاطر جمع رکھو۔ جس عزت
و حرمت سے اسکے سامنے رہتی تھین اسی صورت سے اب بھی رہو گی میری لڑائی
دارا سے فقط سلطنت کی بابت تھی اسکے ننگ و ناموس سے کچھ تعرض نہین
ہے کہتے ہین کہ دارا کی بی بی اور بیٹی حسن و جمال مین بے نظیر تھین۔ مگر سکندر

نے انکو تصویر کی مثال سمجھا اور جو کلمہ زبان سے نکلا تھا اُسے پورا کر دکھایا
انکی خاطرداری اور دلجوئی مین کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ جتنے نوکر چاکر انکی
خدمت مین رہتے تھے سب بدستور رہے اور کسی بات مین فرق نہ آنے
دیا۔ انکی حرمت و آبرو کا ایسا پاس رکھا کہ لشکر کے کسی آدمی کو انکے خیمے کے
پاس تک پھٹکنے دیا۔ اور سب کو یہ حکم سنا دیا کہ اگر کسی کا بیہودہ کلام انکے کان مین
پہونچیگا تو اُسکو سخت سزا دیجاے گی۔ اس لڑائی کے فتح ہوتے ہی شام کے
ملک پر سکندر کا تصرف ہو گیا اور شہر دمشق مین بہت سا مال و خزانہ اسکی
فوج کے ہاتھ آیا۔ کہتے ہین ان ایام مین دارا نے پیغام صلح شاہ منصور کی
خدمت مین بھیجا کہ نصف سلطنت لیکر صلح کر لیوے۔ لیکن اس عالی حوصلہ شہریار
نے جواب دیا کہ یا تو ساری سلطنت لے لی یا ناکام رہا۔

شہر سور اور غازا کی تسخیر

اس انطاکیہ کی فتح مین جو ۳۳۳ قبل مسیح کے خاتمے کے قریب سکندر
کو حاصل ہوئی تھی اس نے سلطنت فارس کی حقیقت مین کمر توڑ دی اور سکندر
کے لیئے شہر بابل اور مصر کیجانب رستہ کھولدیا۔ اسی فتح نے الگسانڈر فاتح پینیر
کے منصوبے مغربی ایشیا اور بحر الجزائر یونان خاک مین ملاڈالے
چونکہ فارس والون کیطرف سے یونانیون کو بغاوت پر آمادہ کرنے
کا اندیشہ تھا اور یونان مین انکی مدد جہازہی کے ذریعے ہو سکتی تھی اسواسطے
اس نے بحیرۂ شام کے ساحل کے علاقہ کو جسکو فنیشیا کہتے تھے مسخر کرنا مقدم
سمجھا۔ یہان مطلع صاف تھا کوئی اُسکے مقابلہ مین نہ آیا جس شہر مین پہونچا
وہان کے لوگون نے اطاعت کا سر جھکایا۔ مگر ناگاہ ایک بہت بڑی روکاوٹ
رستے مین پیش آئی جو دارا کے مقابلہ کی نسبت بھی زیادہ مشکل نظر آتی تھی۔
یہ شہر سور تھا جہان کے باشندون نے اپنے دیوتا کے گھنڈرا سے شہر

مین دخل نہ دیا۔ گو دارا کی تمام فوج کو شکست فاش دینے کے لئے ایک ہی دن کافی تہا۔ لیکن شہر سور پر قبضہ کرنے کے لئے بہت سے مہینون کی محنتین درکار تہین یہ شہر جو تجارت کا بڑا مرکز تہا ایک جزیرہ پر واقع تہا جو آبنا اس جزیرہ کو بحر اعظم سے جدا کرتی تہی عرض مین نصف میل تہی۔ اور عمق کا یہ حال تہا کر بر اعظم کیطرف سے صرف پایاب اور دلدلی زمین تہی۔ لیکن ہوتے ہوتے جزیرہ تک اٹھارہ فیٹ پانی گہرا تہا۔ اس جزیرہ کی شہر پناہ بڑی بلند اور مضبوط تہی اور سب طرح کا سامان جنگ مہیا تہا۔ کئی صدیون سے یہ بڑا دولتمند شہر مشرقی اور مغربی دنیا کے درمیان تجارت کا واسطہ رہا ہے اور اسی جگہ سے قدیم باشندگان یوروپ کو جملہ ایشیائی پیداوارین دستیاب ہوتی رہی ہین جنکا ذکر اکثر یونانی نوشتون مین پایا جاتا ہے اس شہر کی تجارت اور جہازات اس زمانہ کے تمام معلوم سمندرون مین پہرتے رہتے تہے اور انکے تجربہ کار تاجر بہت سے ناواقف لوگون سے جنکو وہ خود نہین جانتے تہے لین دین کے ذریعے انکے ہان سے اسباب منگوایا کرتے تہے وہان کے سوداگر امیر الامرا بنگئے تہے اور انکے گودام ملکی اور قومی دولت اور خانگی ضروریات کے اسباب سے بہرپور تہے۔ حزقیال نبی کی کتاب کے ستائیسوین باب مین اس نہایت متمول شہر کی آسودگی اور اسکی نورمال کی افراط اور شان و شوکت کا بیان قدیم یونانی نظم مین بڑے زور سے بیان کیا گیا ہے ✦

فینشیا کے تمام شہرون نے سکندر کی آمد آمد پر اطاعت قبول کر لی۔ اور قدیم صیدا نے بہ تحقیق اسکے انقیاد کا حلقہ گردن مین ڈال دیا۔ مگر سور نے جو اپنی بحری طاقت پر مغرور تہا سکندر کی شرائط کو نامنظور کیا اور بڑی زبردست مزاحمت کرنے پر آمادہ ہوگیا ✦

سکندر کو شہر پر حملہ کرنے کی غرض سے ہی ایک پشتہ بنانا لازم تہا

جو خشکی سے لیکر جزیرہ تک نصف میل لمبا ہو۔ چنانچہ اسنے اسکو بڑی محنت
سے تیار کیا۔ کہتے ہین بخت نصر بادشاہ نے بھی اس شہر کو اسی طرح کا
پشتہ بنا کر لیا تھا۔ لیکن اگر یہ بات درست ہو تو وہ پشتہ کسی ایسی حکمت سے
بنایا گیا ہوگا جو بعدہ بآسانی اٹھا لیا گیا ہو۔ مگر غالبًا بخت نصر جزیرہ پر
قبضہ نہین کر سکا ہوگا جبتک کہ اس نے بڑے شہر پر جو ساحل بحر پر واقع
ہے تسلط نہ کر لیا ہو۔ سکندر کا بنوایا ہوا بند ابھی تک موجود ہے۔ چنانچہ
اب شہر سور بھی بر اعظم کے ساحل پر ایک شہر معلوم ہوتا ہے۔ یعنے جزیرہ
ساحل سے ملکر جزیرہ نہین رہا ✦

سات ماہ کامل کے محاصرہ کے بعد یورش کر کے شہر قبضہ مین لیا گیا
فوج منصور نے جو اسقدر طول طویل محاصرہ سے تھک گئی تھی، آٹھ ہزار محصورین
کو قتل کر کے انکی خون سے دل ٹھنڈا کیا۔ باقی تیس ہزار شہری غلام بنا کر
بیچے گئے۔ اگر ہم ڈایوڈورس اور کرٹیس کی شہادتون کو پایہ اعتبار دین
تو شہنشاہ فاتح کو ساحل سمندر پر دو ہزار جانون کو پھانسی دینے کے جرم مین
انسانی ہمدردی اور رحم کا مجرم قرار دیسکتے ہین ✦

سلطنت پارس کا آخری مرحلہ اب طے ہوگیا اور تمام بحری بری مملکت
مقدونیہ والون کے قبضہ اقتدار مین آگئی اور سلطنت فارس کے عہد مین اہل
سور کے خاص خاص حقوق اور مراعات ملحوظ رکھے جاتے تھے بدین شرط
کہ اپنی بحری طاقت کو تمام لڑائیون مین جو یونانیون کے مقابلہ مین ہوا کرین۔
فارس کے لیے مہیا کر دیا کرین۔ اور یہ ایک ایسی بات تھی کہ اہل سور
بھی اس سے انکار نہین کرتے تھے بلکہ انکا بھی بڑا مدعا یہی تھا کہ جسطرح
ہو سکے یونانیون کو مضرت پہونچائی جاوے کیونکہ بحیرہ روم مین تجارت
کرتے ہین یونانی انکے حریف تھے اور وہ ہمیشہ انسے بڑی نفرت رکھتے
تھے شہر غازہ کے محاصرہ مین سکندر کے دو ماہ صرف ہوئے۔ یہ ایک مضبوط

شہر خطۂ فلسطین مین واقع ہے - اس شہر کے باشندون نے بھی سکندر کے تصرف کرنے مین مزاحمت کی تھی اس لیے اس نے شہر کو فتح کر کے سب باشندون کو معہ زن و بچے کے غلام بنا کر بیچ ڈالا ⁜

سکندر کا اورشلیم مین پہنچنا اور مصر کا فتح کرنا

چونکہ شہر مقدس اورشلیم کے باشندون نے بوقت محاصرہ غازہ سکندر کو نقد اور فوج بہم پہونچانے کی امداد سے انکار کیا تھا اسلیے بقول جوسیفس مورخ یہودی وہ صور اور غازا کی فتح سے فراغت حاصل کر کے اورشلیم کی جانب بڑھا - سردار کاہن جودس نامی معتام فقیہون اماموں اور باشندگان شہر اور پورے پورے نشانات مقدس مذہب یہود کے فاتح بادشاہ کی خدمت مین خود جا حاضر ہوا سکندر یہہ نرالا نظارہ دیکھکر بڑا حیران ہوا - انکا قصور معاف کر دیا - خداوند خدا کے نام کی تعریف کی اور حسب ہدایات جودس سکندر نے ہیکل مین جاکر سوختنی قربانی چڑہائی - سردار کاہن نے بادشاہ کو دانیال نبیؑ کی کتاب دکھلائی اور وہ فقری بتلائی جنمین یہ پیشین گوئی درج تھی کہ ایک دن شاہ مقدونیہ شاہ فارس پر غالب آئیگا - مورخ لکھتا ہے سکندر کو اس نوشتہ پر یقین کامل ہوگیا تھا وہ سمجھتا تھا کہ جس آدمی کی بابت پیغمبر نے پیشین گوئی کی ہے مین وہی ہون - یہہ حکایت بھی ویسی ہی معلوم ہوتی ہے جیسے کہ امین کے معبد واقع لیبیا مین گذری تھی اور جسکا ذکر ہم آگے چلکر کرینگے ہوایرین اس بارہ مین کچھہ نہین لکھتا اب سکندر کے راستہ مین مصر تک کوئی روکاوٹ نہ تھی - اور مصر بلا تکلف و مزاحمت ہاتھہ آگیا - تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ خطۂ مصر ایک سو برس سے بعہد کمبایسیس ضعف راشید شاہ کیخسرو فتح ہو کر داخل سلطنت ایران ہوگیا تھا اور یہ ارکے

تام مقبوضات فارس سے شمار ہوتا تھا مصر کی سلطنت بڑی قدیم تھی
اور قریب ایک ہزار پانسو سال کے پیشتر اس سے حکومت اسکی بنام حضرت
یوسف کے تھی جو کہ منجانب فرعون شاہ مصر عزیز مصر یا صوبہ مصر مقرر تھا
اور اس زمانہ مین دریائے نیل اس جگہہ پر بہتا تھا اس سبب سے وہ زمین زرخیزی
سیر حاصلی اور دولت کے لیے دنیا مین مشہور و معروف تھی۔ مگر رعایا وہان کی
حال کی مانند جاہل اور بے تمیز تھی سات روز کے عرصہ مین فوج ظفر موج براہ
بیابان بمقام پیلوسیم جو مصر کیجانب مشرق سرحدی قصبہ ہے پہونچ گئے۔ مصر کے
حاکم نے جو سلطنت فارس کا ایک صوبہ تھا مزاحمت کرنا بے سود سمجہا۔ اور
ملک مقبوضات یونان مین شامل ہونے دیا۔ مسیح سے ۶۰۰ سال پیشتر
اسیمس کے عہد سے اہل یونان کو ملک مصر مین آکر آباد ہونے کی
اجازت دیگئی تھی۔ اور یقیناً عہد سکندر تک وہان بہت سے یونانی آبسے ہونگے
فارس والون کے ماتحت اس ملک کا انتظام ہمیشہ سے خراب رہا اور
اہل ملک انسے دب نہ سکے یہانتک کہ اہل فارس اور اہل مصر مین اور
اہل یونان اور اہل فارس مین مصر کی حکومت کے بارہ مین ہمیشہ جنگ و جدل
ہوا کیئے۔ مصریون کی ایرانیون سے ہمیشہ ناراض اور برگشتہ رہنے کی بڑی وجہ یہہ
بہی تہی کہ آخر الذکر فرقہ کا مذہب اول الذکر سے بہت مختلف تھا اور وہ اپنے
معبودون مین بخے کے کام ہی انجام دے لیتے تہے لیکن یونانیون نے اپنے
مذہب کچھہ ایسے سادے تہا انہین مصریون سے بہلا چلا دئے اور انپر ثابت
کردیا تہا کہ ہمارے تمہاری مذہب کی حقیقت مین ایک ہی اصول مین۔
پیلوسیم سے کوچ کر کے سکندر شہر ہیلی یوپلیس (شہر مقدس) مین جو کثرت
معابد و مقابر کے لیے معروف تہا جا پہونچا اور وہان سے مقام ممفس مین وارد
ہوا جو اس زمانہ مین ملک مصر کا پایہ تخت ہونے کی وجہ سے بڑی رونق پر
تہا۔ تواریخ قیاس سے معلوم ہوتا ہے کہ سکندر یہان سے جنوب کیجانب

بالکل نہین پڑا۔ یہان سے دریائے نیل کی مغربی شاخ کے رستے جسکو اس زمانہ کے کینوپاک کہتے تھے بحیل میریا مین جا داخل ہوا۔ اور یہان یعنے دریائے نیل کے دہانہ کے قریب اپنے نام پر شہر سکندریہ آباد کیا جو آجتک بڑی تجارت کا مرکز ہے ✦

کسی حکمت عملی۔ اشتیاق یا ظاہرداری کے پیٹ مین شاید ان تینون باتون کو مد نظر رکھکر سکندر نے معبد ایمن کی زیارت کی مصر والون مین اس معبد کی پرستش بیحد کیجاتی تھی جیسا جاترا سمجھی جاتی تھی۔ چنانچہ اس سکندر کی زیارت سے انہین بڑا فخر اور ناز پیدا ہوا۔ آجکل اس مقام کا پتہ سوا کے قریب ۲۹ درجہ ۱۲ وقیقہ شمالی عرض بلد اور ۲۴ درجہ ۲۴ وقیقہ مشرقی طول بلد پر لگاتے ہین کیونکہ یہان پر آجتک ایک بڑے عظیم الشان معبد کی کہنڈرات اور گرم پانی کے چشمے موجود ہین جو اس شہر کے قدیم مقام وقوع کی معہ اور نشانات کے تصدیق کرتے ہین۔ ایرین مورخ اپنی تاریخ مین سکندر کے مجاورون سے گفتگو اور انکے اظہار کرامات وغیرہ بہت مجمل سا لکھکر گذر جاتا ہے ہماری خیال مین یہ مورخ اس واقعہ کو چندان تاریخی وقعت نہین دیتا یا کسی اور وجہ سے مفصل بیان کے قابل نہین سمجھتا۔ دیگر مورخ یہ بہی لکھتے ہین۔ کہ سکندر کو مجاورون نے ابن المجوبیطر کا خطاب بہی دیا تہا اور اس سے یہ بہی وعدہ کیا تہا کہ تیری سلطنت تمام عالم پر محیط ہوجاے گی اور تیرے نام کا سکہ ایک مرتبہ تمام روئے زمین پر چلیگا ✦

جنگ آربیلا اور دارا کی وفات

اس اثنا مین جبکہ سکندر کو یونان سے کچہہ کمک پہونچ گئی اور اس نے سلطنت مصر کا بہی بہت عمدہ قابل تسکین انتظام کر لیا تو اسے معلوم ہوا کہ پہرشاہ فارس بڑی بہاری فوج جمع کرکے جنگ کا منتظر ہے اس لئے اسکے مقابلہ

کی خاطر سکندر نے عنان عزیمت طرف اضلاع مشرقی کے پھیری سنہ ۳۳۱ قبل مسیح کے موسم بہار میں اس نے شہر سور کا رستہ لیا اور وہان پہنچکر چند سے قیام لیا وہان سے روانہ ہوکر راستہ میں دمشق کو فتح کرتے ہوی دریائے فرات کو گذر تهیپسکس سے کشتیون کا پل باندہ کر عبور کیا اور سرزمین الجیریا کے بیچون بیچ غیر آباد جنگل کے راستہ سے بچکر چلا گیا ۔ الجزیرہ جسکو قدیم زمانہ مین میسو پوٹیمیا کہتے تہے وہ ملک ہی جو دریائے دجلہ اور فرات کے درمیان دوابہ ہی اور جانب جنوب یہانتک کہ یہ دونون دریا بمقام شط العرب بصرہ سے چالیس میل کے فاصلہ پر جا ملتے ہین چلا گیا ہے ۔ آخر سکندر نے دریائے دجلہ کو اس مقام کے قریب سے کہ جہان اب شہر نینوہ کے کہنڈرات پائے جاتے ہین اور جو اس زمانہ سے پہلے برباد ہوکر نیست و نابود ہو گیا تہا عبور کر کے آگے کا رستہ لیا گویا تمام سفر آٹھ سو میل لمبا ہوتا ہے مگر ایرین نے اسکو بڑی بے توجہی سے لکھا ہے اور بڑے بڑے جنگلی مہمات کی ذیل مین شامل نہین کیا ۔ دجلہ سے پار اترا طو یہ سے ہوتے ہوی ابھی چار منزل چلا تہا کہ کچھ سوار دارا کے گرفتار ہوکر اسکے لشکر مین آئے انکی زبانی معلوم ہوا کہ دارا کا لشکر شہر اربیلا سی جسکو اب اربل کہتے ہین بیس میل کے فاصلہ پر دجلہ اور کوہستان کردستان کے بیچ کے میدان مین ایک گاؤن کے قریب جسکا نام گوآگامیلا یعنے اونٹ کا گہر ہے رود بوماوس کے کنارہ پر پڑا ہے سکندر نے چند روز اپنے لشکر کو آرام دیکر آدہی رات کو اس گاؤن کا رخ کیا اور صبح ہوتے ہی دارا کو جا لیا ۔ اسوقت فارس والے جو شبخون کے اندیشہ سے رات کو جاگتے تہے تہک کر چور ہو رہے تہے مگر بعض جوان جی توڑ توڑ کر لڑے گو فارس کی تعداد فوج مین بہت کثیر تہی لیکن سکندر کی آزمودہ فوج اور اسکے جنگ آزمودہ سپہ سالارون کے مقابلہ مین پہلے میدان کیطرح جا نہین ٹہرے کشت و خون کے بعد دارا کے پاؤن اکھڑ گئے اور یہ بزدل بادشاہ جسکو میدان جنگ سے بہاگ جانے کی بہت عمدہ جا فتح آئی تہی

ایک مرتبہ پہر اپنے باپ دادا کی سلطنت کو اپنے ہاتھہ سے لٹا کر اور جان بچا کر شہر ہمدان کو جو صوبہ میڈیا مین واقع ہے نکلگیا۔ اب سکندر کو ایسے ڈرپوک دشمن سے مطلق بیم و ہراس نہ رہا تہا بلا تکلف و مزاحمت میدان جنگ سے آگے کو روانہ ہوا۔ گو یہ جنگ بمقام گواگامیلا واقع ہوا تہا لیکن جنگ آربیلا کے نام سے مشہور ہے کیونکہ آربیلا تک سکندر نے دارا کا تعاقب کیا تہا یہ شہر آربیلا چالیس پچاس میل کے فاصلہ پر شہر گواگامیلا سے واقع ہے۔

ایک مورخ اس جنگ کی کیفیت اس طرح لکہتا ہے جسکو دیکہکر یونانیون کی نبرد آزمائی اور سکندر کی جنگی لیاقت کی تعریف کئے بغیر رہا نہین جاتا اسکا بیان ہے کہ سکندر زرہ بکتر پہنے اپنی بنکر میدان کیطرف نکلا۔ ایران کی فوج ایشیائی قاعدہ کے موافق رتہون مین سوار اور تیرون کی مسلح تہی اور پچاس مست ہاتہی جہومتے ہوئی سامنے چلے جاتے تہے۔ چونکہ دارا کے پاس بے شمار فوج تہی اس لئے چاہا کہ سکندر کے لشکر کو چارون طرف سے محصور کر کے عدم کا رستہ دکہائے لیکن سکندر اس سپاہیانہ پیچ کو سمجہہ گیا اور اپنی فوج کو مخروطی صورت مین اسطرح آراستہ کیا کہ اون ایک ہاتہی انکے پیچہے دو اس کے بعد تین۔ اس ترکیب سے اگلی فوج کو ہاتہی پہیلی زیادہ۔ اور تمام فوج آسانی سے تینون طرف مقابلہ کرسکتی تہی۔

غرض اسطرح فوج کو ٹہراکے سکندر نے دھاوے کا حکم دیا۔ اس نادر ترکیب سے یہہ قلیل سپاہ کثیر فوج کے قلب مین گہسی چلی گئی۔ اور قریب تہا کہ مخالف کو شکست ہو کہ ناگاہ سکندر کو خبر لگی کہ پارمینون کے دستہ نے شکست کہائی یہ سنکر سکندر ادہر متوجہ ہوا اور اوسکی فوج مین کسی قدر کہلبلی مچگئی۔ مگر سکندر نے بڑی دانائی سے پارمینون کو مدد دیکر اپنی سپاہ کو سنبہال لیا اور ایسا جان توڑکر لڑا کہ خون کی ندیان بہ گئین ہزارون کا کہیت پڑا اگر دارا کو بہاگنے کا موقع ہاتہہ آگیا تہا۔ اس لیئے ایک تیز رفتار گہوڑے پر سوار ہوکر کوہستان آرمینا کو نکل گیا۔

وقائع سکندری مین آربیلا کا جنگ بڑا قابل یادگار واقع ہے۔ گو دارا ہنوز مرا نہین تہا لیکن اب بادشاہ بہی نہین رہا تہا۔ اسکی سلطنت برباد اور طاقت تباہ ہوگئی تہی۔ اسکی مملکت کا بڑا نادر حصہ ہاتہ سے نکلگیا تہا۔ اور اب شاہ ظفرباب کو تمام ملک پر تصرف کرنے مین کوئی حریف مزاحم نہین رہا تہا افسوس ہے سکندر اس وقت پے در پے فتوحات کے نشہ سے سرشار ہوکر کسی قدر آپے سے باہر ہوگیا اور اسکی طبیعت اور چال چلن مین ایک تغیر عظیم واقع ہوگیا۔ اُس نے بتدریج ایشیائی شہنشاہون کے جاہ و جلال تخت و تاج اور جملہ لوازم عیش و عشرت کو پسند کرنا شروع کیا۔ اور اس از خود رفتگی کی حالت مین اس سے ایسے شرمناک افعال سرزد ہوئے کہ اگر مورخون کی ساری باتین مان لین تو اسکی بریت کسی طرح ممکن نہین *

شہر بابل جو قدیم زمانہ سے بخت نصر اور دارائے اول کی بڑی بڑی سخت یورشون کا مقابلہ کرچکا تہا۔ اب بلا مزاحمت اقبال سکندری کا لوہا مان گیا۔ سکندر برنجی دروازون سے ہوکر شہر مین داخل ہوگیا۔ اسکے خیر مقدم کے لئے لوگون نے پہول برسائے اور بخور سگون شیر اور چیتے سامنے لائے۔ سکندر نے پہلے بادشاہون سے ایک نرالی تدبیر تسخیر قلوب کی نکالی ہوئی تہی۔ بادشاہ زرکسیز آتش پرست نے اپنے دور مین بابل کے عتیق معبدون کو خاک مین ملاکر اور بعل کے بڑے بت کو توڑکر خادمان دین اور مجاورون کو مار ڈالا تہا۔ لیکن سکندر نے برخلاف اسکے بڑے بت کے معبد کی حفاظت کا سامان تجویز کردیے اور کالدی فرقہ کے خادمان دین نے بتلائی ہوئی آئین پر بعل کے حضور مین قربانی چڑہاکر اپنے آپ کو مرتدون کے زمرہ سے پکا معتقد ثابت کیا۔ بادشاہ کی طرف سے بابل والون کو حکم ہوگیا کہ اپنے معبد کی مرمت کرلو۔ لیکن یہودیون نے بمنت چاہا کہ بادشاہ بتخانہ بنانے کی تاکید نہ کرے۔ چنانچہ سکندر نے انکی درخواست منظور کرلی۔ مقدونیہ والے بابل سے کوچ کرکے بیس روز کے عرصہ مین شہر سوسا مین

جو دریائے کیرہ کے مغربی کنارہ پر واقع ہے جا پہونچے یہ شہر اس زمانہ مین شاہان
فارس کا خاص مسکن تہا - اور اُنکے خزائن خاص کر یہین محفوظ رہا کرتے تہے جو
سکندر کے ہاتہ آئے ◆

اس شہر سے دریائے کرون کی جانب کو راہ پیما ہوا - اور وہان سے وادی
رم ہرمز سے گذرتے ہوئے درہ قلعہ سفید سے جہان خاص فارس کو رستہ
نکلتا ہے ہوکر چلا گیا - اس کا منشا تہا کہ شہر پرسی پولیس کو جو دار الخلافہ فارس
تہا اور شیراز کے قریب آجتک اسکے کہنڈرات بنام چہل منارہ پائے جاتے ہین
مسخر کرے - یہان پہنچکر اس نے دارا کے تخت پر جلوس کیا اور تسخیر شہر سے تیس کروڑ
روپیہ اسکے ہاتہ آیا یہ تمام مال و زر اس فیاض بادشاہ نے اپنے جان نثار
رفیقون مین تقسیم کیا - مگر افسوس ہے کہ اسنے چلتے ہوئی اس شہر کو نشہ کی
حالت مین ایک گمنام عورت کے بہکانے سے جو اسکے لشکر کے ہمراہ تہی
جلوا دیا - بعض مورخون کا یہ بہی گمان ہے کہ مسلمانون نے اپنی باری مین
جلایا ہوگا - لیکن بعض دیگر مورخ اسطرح بہی لکہتے ہین کہ جب سکندر پرسی پولس
مین پہونچا تو بدقسمت یونانیون کا ایک گروہ جسکو دارا نے ناک کان کٹوا کر
قید کر رکہا تہا اسکی ملاقات کو آیا - سکندر ظلم اور بیرحمی دیکہکر تہرا اٹہا
اور آنکہون مین آنسو بہر لایا اور انسے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ تم کہبراؤ مت مین
تمکو بحفاظت تمام یونان کو بہیجدونگا - مگر انہون نے عرض کی کہ آپ ہمین
یہین رہنے دین کیونکہ اب ہماری صورتین مسخ ہوگئی ہین اور اس قابل نہین
رہین کہ عزیز و آشنا انہین دیکہکر نہ ڈر جاوین - انکی بیکسی اور دارا کی سنگدلی
دیکہکر سکندر کی آنکہون مین خون اتر آیا - قتل عام کا حکم دیا اور شہر
کو مسمار کروا دیا ◆

کہتے ہین اس وقت مقدونیہ کے ایک باشندہ نے سکندر کو تخت پر
رونق افروز دیکہا تو خوشی سے آنسو بہائے اور کہا کہ وہ یونانی کیسے بدقسمت

مین جنہون نے سکندر کو دارا کے تخت پر بیٹھے ہوے نہین دیکھا +

سنہ ۳۳۰ قبل مسیح مین پرسی پولس سے سکندر نے شہر ہمدان کیطرف رخ کیا شہر مین پہنچکر اسکو معلوم ہوا کہ دارا قدیم شہر رے کے رخ سے کوہ البرز کے درون سے ہوتے ہوے کسی سے پناہ چاہنے کی تلاش مین صوبجات بخارا مین بحیرہ خزر کو چلا گیا ہے لیکن یہان آکر اسکو معلوم ہوا کہ اضلاع بخارا کے ایک حاکم نے جسکا نام بسیس ہے سلطنت کی ہوس مین اسے پا بزنجیر کر رکھا ہے۔ جب دارا آربیلا کے میدان جنگ سے بھاگ گیا تھا تو یہہ شخص اسکی ہمراہ تھا۔ اسلیے دارا نے اسکی خدمات کے عوض مین اسکو اپنی ہی سبھی فوج کا سپہ سالار بنا دیا تھا +

ہمدان مین پہونچکر تہسلی والون اور دیگر کئی ایک ریاستون کے یونانی سپاہیون کا عرصہ ملازمت ختم ہونے پر سکندر نے باعزاز تمام انکو علیحدہ کر دیا۔ اور علاوہ تنخواہ چکا دینے کے انعام و اکرام سے بھی مالامال کر دیا بعض نے بخوشی سیر و سیاحت اور مہمات مین شریک رہنا پسند کیا۔ چنانچہ وہ بطور والنٹیر فوج کے رکھ لئے گئے۔ باقی سپاہیون نے اپنے گھوڑے بادشاہ کے پاس فروخت کر دئے اور نیز بحکم شاہی بحیرہ روم کے کنارہ تک سرکاری جہازون مین پوری حفاظت سے پہونچگئے +

سکندر کا یہہ سفر جو اس نے رے سے لیکر (جسکے وسیع کہنڈرات طہران کے قریب کوسون نظر آتے ہین) ہندوستان مین داخل ہونے تک کیا ہے۔ بکی مہمات مین بڑا مغلق اور بے سروپا ہے صرف ایرین کی مختصر سے تحریر سے کسی قدر اس پر روشنی پڑتی ہے ورنہ دیگر مورخ اسکو اور بھی ایسا پیچیدہ کر دیتے ہین کہ سمجھ مین نہین آسکتا۔ ہم بلا مزاحمت یہہ قبول کرنیکو تیار ہین کہ ایرین نے جو سکندر کے تیز و تند اور صعوبت آمیز سفرونکا اسقدر تعجب انگیز پھرتی مین طے ہونا بتلایا ہے۔ وہ حالتون سے خالی نہین یا تو

اسنے مبالغے سے کام لیا ہے اور یا اس سے ملک کے حالات اور وسعت کی لاعلمی سے ایسا لکھا گیا ہے غرض بہرکیف اتنے اتنے بڑے سفر کا اتنی جلدی طے ہونا بعید از قیاس ہے۔ لیکن پھر بھی یہ باور کر لینے مین ہمین کچھہ تامل نہین کہ پھر حال چنگیز خان اور تیمور لنگ نے انہین دشت اور بحر و بر کو اس تیزی سے طے نہین کیا تھا۔ جغرافیہ ایشیا کے مقامات کے فاصلے بعض نے لاعلمی سے ایسے گڑبڑ کر دئے ہین کہ جو شخص انکے جاننے والا ہے وہ دیکھکر بڑا متعجب ہوتا ہے ✦

رے سے چلکر مقدونیہ کا ولاور کوہ البرز کی ایک تنگ سی گلی سے جسکو وہ خفت کہتے ہین ہوکر نکلا۔ اور ایک رات مین دارا کے تعاقب مین پارشیا کے جہلسے ہوئے ویرانہ پر پیادون کو گہوڑون پر سوار کر گے۔ ۲۰۰ سٹیڈیا کا فاصلہ طے کیا سکندر بڑی تیزی سے تعاقب کئے چلا جاتا تھا کہ آخر اس نے صرف چند سوارون سے جا لیا۔ بلیس سمجہا کہ سکندر کا سارا لشکر پہنچ آپڑا ہے گھبرا کر دوڑنے لگا اور دارا کو بھی ساتھہ لیجانا چاہا۔ مگر اوس نے انکار کیا اور جواب دیا کہ مجھے تیری قید سے سکندر کی قید اچھی ہے۔ اسپر اس ظالم کے دو پارسی نوکرون نے اس بدنصیب بادشاہ کو خنجر سے سخت زخمی کیا اور مردہ سمجہکر سڑک پر ڈالدیا اور خود چھہ سو سوارون کو ساتھہ لیکر نکل گیا۔ جب سکندر کے سوار دارا کے پاس پہونچے تو اسے حالت نزع مین پایا ایک سوار سے اسنے پانی مانگا سوار نے فی الفور حاضر کیا۔ دارا نے مونہہ سے لگایا اور کہا کہ اب پیالہ عمر لبریز ہے اور مین تجھکو انعام دینے کی قدرت نہین رکھتا اسکا صلہ سکندر دیگا اور سکندر کو خدا جزا دیگا۔ کہ اسنے میری بیوی اور بچون کے ساتھہ شاہانہ سلوک کیا ہے۔ یہہ سوار

ؔ قدیم یونانیون اور اہل روما مین سٹیڈیا ایک فاصلہ ناپنے کا پیمانہ تھا۔ یہہ ۶۰۶ فٹ ۹ انچہ کا ہوتا ہے۔ چنانچہ ۲۰۰ سٹیڈیا قریب ۲۳ میل کے ہوتے ہین ✦

کے ہاتھ مین ہاتھ دیا اور کہا کہ یہہ ہاتھ مین سکندر سے ملانا چاہتا تھا
منہہ مین یہی کلمہ تھا کہ طائر روح قفس عنصری سے پرواز کرگیا۔ سکندر نے
پہنچکر اسکے مرنے کا بڑا افسوس کیا اور اپنا چغہ اسکی لاش پر ڈالدیا۔ پھر
شاہانہ کروفر سے اسکی تجہیز وتکفین کرکے پرسی پولس کے قبرستان مین جہان
دیگر شاہان ایران کی قبرین تہین بغرض تدفین بہیجدیا +

دیگر فتوحات فلوطس کی وفات

قدیم صوبہ ہرکینیا کی جانب جسمین جدید ماژندران کا کچہہ حصہ بہی شامل ہے
فوج نے کوچ کرنا ہی شروع کیا یہہ خطہ زمین ایک طرف سے بلند بلند پہاڑون
سے محیط ہے اور اسکی دوسری طرف ایک ڈہلوان میدان ہے جو کہ بحیرہ
خزر کے کنارون تک پہیلا ہوا ہے۔ سکندر کا منشا تہا کہ وہ رہے سہے مسلح یونانی
جو شاہ فارس کی ملازمت مین تہے اور اب پراگندہ ہو رہے ہین ضرور
مغلوب کرنے چاہئین۔ ورنہ شرقی ممالک مین جانا خالی از خطرہ نہین ہوگا
کیونکہ وہ میری غیبت مین ضرور شورش مچائینگے اور وہ صوبجات جو ابہی زیر
تصرف آئے ہین ہاتہ سے نکل جائینگے۔ سکندر نے انکو پیغام بہیجا کہ وہ اپنے
آپکو خود بخود حوالہ کردین تو انکے لئے بہتر ہوگا۔ چنانچہ انہون نے ایسا ہی کیا
اور خود بخود اسکے قیام گاہ پر آملے۔ سکندر نے مصلحت سمجہکر انہین معاف
کردیا۔ بلکہ انہین سے بہتون کو اسی تنخواہ اور انہین خدمات پر جو دارا سے
مقرر تہین اپنے ہمراہ لے لیا۔ انکی تقلید مین شاہ دارا کے چند سفیرون نے
بہی جو یونان کی لیس ڈیمونین تہے اپنے آپ کو سکندر کے حوالہ کیا۔
مگر سکندر نے انہین قید کرلیا

صوبہ پارتیشا کی دار الامارت شہر ڈیکارطا مین جسکے مقام وقوع کا
اب مطلق سراغ نہین ملتا۔ سکندر پندرہ روز فروکش رہا۔ یہان سے

سکندر شہر سوسا کی طرف بڑھا۔ یہہ شہر واقع ملک ایریا تہا۔ جو کہ صحراے
تکین کلان کے پاس ہے۔ سکندر نے اپنی معمولی حکمت عملی سے جسکا پہل
آسے ہمیشہ اچہا ملتا رہا صوبہ ایریا کی حکومت ایک ایرانی گورنر کو تفویض کردی
اور نہایت دور دراز ممالک کو پامال کرنیکا عزم کیا ✦

بلیسس مکار بخارا مین جو سلطنت ایران کے دور دراز مقبوضات مین
شامل تہا مقیم تہا۔ یہان اسکے اردگرد چند پارسی اور بیشمار اہل بخارا خدمت
کرنے کو موجود ہوگئے تہے۔ یہہ آرٹاکسرکسیز اپنا نام مقرر کرکے سر پر شاہان
پارس کا تاج شاہی رکہہ تخت پر بیٹہ گیا۔ اور ایشیا کی مملکت کا نیا مدعی بن
بیٹہا۔ سکندر نے بخارا کیطرف رخ کیا۔ لیکن اسکو خبر پہونچی کہ جس حاکم کو
صوبہ ایریا کا انتظام سپرد کرآیا تہا اس نے بغاوت کی ہے۔ سکندر نے بمجرد سننے
اس منحوس خبر کے ایک دستہ سوارون کا معہ کچہہ نیزہ برداروں کے ہمراے
رکاب لیکر اپنے کبہی نہ ہارنے اور نہ تہکنے والی طبیعت اور سدا وفادار
اگریمین سپاہیون کے قصد پس پا ہونے کا کیا اور اس مقام سے
جہان شہر مشہد و نشاپور واقع ہین ہوتا ہوا دو روز مین چہہ سو سٹیڈیا طے
کرکے شہر ہرات مین جو اس صوبہ کا دار الخلافہ تہا وارد ہوا۔ یہان
نیا حاکم مقرر کرکے سرزمین سارنگی اور اسکی دار الحکومت کیجانب پہر چل کہڑا
ہوا۔ یہہ تو بالکل پتہ نہین لگتا کہ یہہ مقامات کہان واقع تہے تاہم دریاے ہلمنڈ
کے کنارہ کے کسی مقام پر ہونگے ✦

یہان سکندر کے ہاتہ سے ایک ایسا ظلم ناحق سرزد ہوا جسنے کہ ہمیشہ تک
اسکے نام پر بدنما دہبہ لگا دیا۔ سکندر کے وفادار جرنیل پارمینین کا بیٹا فلوطس
بادشاہ کے برخلاف سازش کرنیکا مجرم قرار دیا گیا۔ شاید جرم واقع مین درست
ہوگا۔ لیکن اہل مقدونیہ جنہون نے بایماے سکندر فیصلہ دیا کہ مجرم پر جرم
ثابت ہوگیا ہے اور پتہرون سے مار کر مار ڈالنے کی سزا تجویز کی۔ دہر باپ صوبہ

میدیا مین ایک فوج کی سپہ سالاری پر متعین تھا۔ سکندر نے ایک معتبر کے ساتھہ اس صوبہ کے باقی تین سپہ سالارون کے نام حکم بھیجا کہ پارمینین سزا سے مرگ کا مستحق ٹھرا ہے اسکو شربت موت جلد پلا دینا چاہیئے۔ اسی طرح۔ اگر کبھی ضرورت ہوتی تھی تو ایرانی پادشاہ اپنے گورنرون سے ڈرکر انکے پوشیدہ قتل کرنے کی سازشین کرتے تھے۔ پارمینین کے جرم کا مطلق کوئی ذکر نہین اور چونکہ وہ بے قصور معلوم ہوتا ہے اس لئے نتیجہ نکلتا ہے ظالم نے کسی رنگ مین آکر کمینہ پن سے بیٹے کو مروا کر اور باپ کے خفا ہوکر آمادہ انتقام ہونے سے ڈرکر اسکو بلاقصور خفیۃً مروادیا ✦

سکندر جیحون سے عبور کرکے سیحون پر پہونچتا ہے

سکندر کی فوج گھاٹی ہلمند سے جاگذری۔ اس زمانہ مین یہان ایک قوم آباد تھی جو کہ بڑی نیک نہاد اور مسافر نواز تھی۔ کیخسرو اول جب اس راستہ سے گذرا تھا تو اس نے ان لوگون کے سلوک اور مہمان نوازیان دیکھکر انکا نام اوروسنگی یعنی محسن رکھدیا تھا۔ وہ لوگ سکندر سے بڑے سلوک و ادب سے پیش آئے چنانچہ اس نے انپر بڑی مہربانی کا اظہار کیا۔ ایک اور قوم بنام اوروکولی اسی نواح مین رہتی تھی۔ اسکو بھی سکندر نے مطیع کیا۔ یہہ سب کام معارلی کے فتح کے موسم سرما مین ختم ہوگئے۔ برفباری کی شدت۔ خوراک کی قلت اور سپاہیون کے مصائب سب فوج سکندری مین آ اکٹھے ہوئے لیکن اس عالی ہمت سپہ سالار نے اپنی ذاتی لیاقت اور سوبتین جھیلنے کی عادی ہمت سے ان سب تکالیف کے رونین تن پہاڑ طرفۃ العین مین اوڑا کر اپنے لشکر کو مایوس نہ ہونے دیا ✦

سکندر نے یہان ایک شہر آباد کیا۔ اور اسکا نام سکندریہ رکھا اب اس شہر کا نشان معلوم نہین۔ مگر بعض جغرافیہ دان قیاس کرتے ہین کہ غالبًا

یہہ شہر قندہار ہوگا۔ یہانسے کوہ ہندوکش کے مغربی جانب سے ہوکر گذرا یونانی مورخ کہتے ہین یہہ وہ پہاڑ ہے جو ان دریاؤن کے درمیان جو شمال کو بہکر وسط ایشیا کی جہیلون کو پر کرتے ہین۔ اور ان دریاؤن کے جنوب کو بہکر سمندر مین گرتے ہین حد فاصل ہے۔ وہ لکہتے ہین یہہ پہاڑ بہت بلند اور صفا تہے اور بہت سی مخلوق کے مسکن تہے کیونکہ یہان مویشی کے لئے چارہ ملسکنے کی وجہ سے بہت سی خانہ بدوش فرقے جمع ہوجاتے تہے بیس پگوراون پہاڑونکی شمالی جانب ملک کو غارت کرتا پہرتا تہا اور جسے پاتا عدم کو پہونچا دیتا۔ کیونکہ اسکا مطلب تہا کہ کسی طرح دشمن (سکندر) کے لئے جو پیچہے پڑا ہوا ہے رستہ دشوار گذار ہوجاوے۔ لیکن یونانی مورخ کہتے ہین کہ سکندر آگے بڑہتا گیا۔ گو یہہ سفر بہت صعوبت خیز ہوگیا تہا۔ خورش میسر نہین ہوتی تہی اور برف بہی خون کرنا چاہتی تہی لیکن وہ بہادر عزم مصمم کئے بڑہا گیا اور اسکی ہمت مین مطلق فرق نہ آیا ✦

سکندر کے سر آپہونچنے پر مسیح سے ۳۲۹ سال پیشتر ایرانی غاصب (بیس) دریائے جیحون عبور کر گیا اور کشتیان جلا کر صوبہ سغدیانہ کے ایک شہر نوطیکا مین جا گہسا۔ سکندر نے آگے بڑہکر آرنوس اور بیکٹرا پر قبضہ کرلیا۔ کہتے ہین کہ یہہ بیکٹرا اسی مقام پر آباد تہا جہان اب بلخ واقع ہے۔ کیونکہ یہہ مقام بہی رستہ اسی پتہ پر ہے جہان سے کہ سکندر اعظم گذرا ہے ایرین مورخ لکہتا ہے کہ ہندوستان کے سوا باقی جسقدر دریا جو سکندر اعظم نے عبور کئے ہین ان مین سے جیحون سب سے بڑا دریا تہا جسکا پاٹ چہہ سٹیڈیا تہا معلوم ہوتا ہے سکندر موسم گرما ہی مین اس دریا سے گذرا ہے کیونکہ ان ایام مین پہاڑون پر برف کے پگہلنے سے دریا طغیانی پر ہوتے ہین اور انکے پاٹ بہی فراخ ہوجاتے ہین وہ اس دریا کی رو بڑی تیز اور عمق بہت زیادہ بیان کرتے ہین اور لکہتے ہین کہ کنارہ پر کشتیان وغیرہ بنانے کے لئے لکڑی بالکل دستیاب نہین ہوتی

تھی۔ بڑی مشکل سے سکندر کی فوج نے اپنے خیمون تنبوون مین گہاس اور گندھی
وغیرہ لپیٹ اور باندہ کر انکے ذریعے دریا کو عبور کیا اور یہہ کام بڑی مشکل سے پانچ روز
مین ختم ہو سکا۔ دریا کے پار ہونے سے پیشتر سکندر نے اپنے بہت سے بوڑہے اور ناکارہ
سپاہیون کو ملازمت سے سبکدوش کر کے وطن بہیجدیا۔ چنانچہ انمین بہت سے
اہل تہسلی والنیٹر شامل تھے ◆

آخر کار مکار غدار بیسس سکندر کے ہاتھہ آگیا۔ اُسنے اسکے کان ناک
کٹوا کر ہمدان مین بہجوا کر قتل کروا دیا ◆

عبور دریا کے بعد سکندر نے سمرقند کا رستہ لیا جو مقام اسکے بعد زمانہ
مین تیمور کی زبردست سلطنت کا پایہ تخت بہی رہا ہے۔ سکندر کے دل کو فتوحات
سے مطلق سیری ابتک نہین ہوئی تھی۔ وہ چاہتا تہا کہ سارے دنیا
کہنگال ڈالون اور جتنا عرصہ اسکی حیات مستعار نے وفا کیا وہ ایسا ہی کرتا
رہا۔ چنانچہ اُسنے عنان عزیمت اب مشرق کیطرف منعطف کی اور خطہ وار
کو دونونین چہانکر دریاے سیحون کے کنارہ پر جا پہونچا۔ یہان سکندر نے چاہا
کہ بالفعل کے لیئے اپنے مقبوضہ ممالک کی سرحدان وحشی اور خانہ بدوش باشندگان
سیتہیا کے مقابلہ مین قرار دون۔ تاکہ آگے بڑہکر تاخت و تاراج نہ کیا کرین
یہہ لوگ اس عہد مین وہان رہتے تھے جہان آجکل فرقہ کرغیز کا مسکن ہے
باغی لوگ بہاگ کر چند متصلہ شہرون مین پناگزین ہوگئے تھے جنکو سکندر نے
جلدی ہی ایک ایک کر کے تسخیر کر لیا۔ اور پہر اُسنے شہر سائروپولس پر تاخت
کی اور اسکو فتح کیا۔ یہہ شہر دریاے سیحون پر واقع تہا اور شاہ کیخسرو نے
اس وقت جبکہ وہ یہان تک پہونچا اپنے نام کی یادگار مین اسکی بنیاد ڈالی۔
خیال کرتے ہین کہ شاید یہہ شہر خجند ہوگا ◆

ف شاید سکندر کا منشا سکندر کی آہنی حد قرار دینے سے مراد ہو کیونکہ جن لوگون کی
تاخت کا مقابلہ سکندر کو خیال تہا وہ یاجوج ماجوج سے کم نہ تھے ◆

شہر خجند پر قبضہ کر کے سکندر نے اہل ساتھیا کی فوج پر چڑھائی کیا اور دریائے
سیحون کے پار تک سخت گرمی کی دھوپ مین انکا تعاقب کئے گیا۔ آخر دھوپ کی
شدت اور سیحون کا کھارا پانی پینے کی وجہ سے (کیونکہ وہان اور پانی میسر نہین
ہوتا ہے) فوج اور خود بادشاہ بھی بیمار ہو گئے اور بجبر واپس لوٹ آنے کے اور کوئی
چارہ نہ سوجھا سکندر نے اس دریا پر اپنی یادگار مین ایک شہر بنام سکندریہ تعمیر
کروایا اور اوسکو اپنے ممالک مفتوحہ کی سرحد قرار دیا +

سکندر اپنے رفیق کلائیطس کو قتل کرتا ہے

بغرض آرام کرنے لشکر کے سکندر نے حکم دیا کہ اس سال کے اختتام تک
مہمات اور فوجکشی موقوف کر دیجاوے چنانچہ دریائے سیحون کو عبور کر کے
بیکٹریا سخت موسم سرما کے آمد آمد دیکھکر مقام کر دیا۔ یہان سکندر نے
بتقریب کسی ایک یونانی تیوہارون کے پے در پے جلسے کئے اور انمین اس
کثرت سے شراب پی کے بدمست ہونے لگا اور اس بدمستی کے عالم مین سکندر نے
اپنے رفیق کلائیطس کو جسکو ہمیشہ بجان عزیز رکھتا تھا قتل کر دیا
سکندر کے غیظ و غضب کا تھرما میٹر اس وقت اعلی درجہ کی ممکن حرارت پر
پہونچ گیا تھا اور وہ ایسا بیخود ہو گیا تھا کہ اس سے ایک ایسی شرمناک اور
اندوہگین حرکت سرزد ہوئی کہ اسکے نیکنام کی سفید چادر پر ہمیشہ کے لئے میلا
داغ لگا دیا۔ اس وقت اسکی طبیعت ایسی خوشامد پسند ہو گئی تھی کہ اس نے
چاپلوسی کرنے والے خوشامدی ٹٹوونکو صرف یہی اجازت نہین دے رکھی تھی
کہ اسکو عزت حرمت اور درجہ مین اسکے باپ فیلقوس سے اعلی قرار دین اور اسکی
باپ کی شہرت کو اسکو امین دیوتا کا بیٹا قرار دینے سے مٹا دین تاکہ ہرکلیز کیطرح وہ
بھی دیوتاؤن مین شمار کیا جاوے۔ بلکہ فیلقوس کے آخری زمانہ کے فتوحات کی فخر

کو بھی اپنے نام سے منسوب کرنا چاہتا تہا۔ کلائیطس ایک اس قسم کا آدمی تہا
جسکو دلمین قدیم یا تونکی عزت اور قدر کنندہ تہی۔ اور اپنے مرحوم بادشاہ
فیلقوس کو بھی بیحد سراہتا تہا۔ سکندر کے یہہ ناسزا اطوار اور گستاخانہ
جلیسے کلائیطس اپنا لوگو بالکل پسند نہین تہے۔ فیلقوس اور مقدونیہ
کے پاہیون کی تحقیر کی باتین جنکا ارتکاب خوشامد پسند سکندر اور اسکے
خوشامدی خادم روزمرہ کیا کرتے تہے کلائیطس کی اس سے بڑی دلشکنی
ہوتی تھی ایسکند نے پہلو مین آلو شراب سے اسکو ہی پاگل کر رکہا
تہا اس نے سکندر کے خوشامدیون اور چاپلوسی کرنے والون کو جنہون نے
انہی یالنس پر جیرا اور بہی گمراہ کر رکہا تہا سخت ملامت کی۔ اور سکندر کے
سامنے چلا گیا۔ علانیہ طور پر باپ کو بڑے شد و مد سے بیٹے پر ترجیح دی اور
کہا کہ اے سکندر! تیری فتحیابیون اور ملک گیریون کا باعث صرف یہی
برجستہ فوج ہی جسکو فیلقوس نے تیار کیا تہا تیرے ساری فخر اور عزت
کا ذریعہ صرف یہی فوج ہے جسکے بڑے بڑے رکن اور سپہ سالار مثل پارمینیو
اور اسکے بیٹے کے قتل کئے گئے ہین اور اسکے سپاہی پیادی سرزمین فارس
کی مہمون مین چور ہوگئی ہین۔ جیون جیون سکندر کو اسکی باتون سے غصہ
زیادہ آیا۔ کلائیطس بہی آشفتہ ہوہو کر اسی قبیل کی باتین کہتا گیا۔ اور
آخرکار زیادہ جوش مین آکر کہا "دیکہہ سکندر جنگ گرینیکس مین اس
ہاتہ نے تیری جان بچائی تہی! مین تو سچ سچ کہونگا اور جو سچ کہ وہ
لگتا ہے تو آئندہ وحشی غلامون کو اپنے دسترخوان پر طلب کیا کر"
سکندر کے نوکرون نے اسکی خنجر اسکی کمر مین نہین رہنے دی تہی اور
جبکہ وہ کلائیطس کیجانب غصہ سے جہپٹا تو اسکے خاص کے محافظ جسم
افسر اسکے گرد لپٹ گئے۔ اور بعض دوسرون نے کلائیطس کو اسکے سامنے
سے پرے ہٹا دینے کی کوشش کی لیکن تاہم کلائیطس کی زبان سے کلمات طعن

وتشنیع بند نہیں ہوسکتی تھی - اسیلئے سکندر کا غضب اور بھی افروختہ ہوا اور
اُسنے چھلا کر شدت غضب سے کہا کہ شاباش میرے خدمتگار بھی مجھسے وہی
سلوک کرنیکو تیار مین جو دارا سے نمکحرام بیسوس نے کیا تھا - آخر خدمتگارون سے
سکندر سنبھالا نہ جا سکا اور ان سے چھوٹ کر کلائیطس کے جگر مین
ایک خنجر آبدار وار پار کردیا - یہہ خنجر اُسنے جلدی سے ایک خدمتگار
کی کمر سے کھینچ لیا تھا - ہاتھہ سے خنجر رکھا اور زبان سے یہہ طعن آمیز جواب تو بھی
کلائیطس اور پارمینو کے ساتھہ ہی فی النار والسقر ہو" +

جونہی اپنے دوست کو سکندر نے خاک خون مین غلطان جان توڑتے
دیکھا تو فی الفور اسکا نشہ کافور ہوگیا - اور غش آگیا - اسکو اس سانحہ جانکاہ
سے ایسا قلق پیدا ہوا کہ تین شبانہ روز بستر پر پڑا رہا - کھانا پینا
موقوف اور بار بار کلائیطس پکارا کیا اور اب اسکے نام کو اپنی انالیسی کے
نام کے ساتھہ اپنی جان کا دوسرا محافظ سمجھکر ضم کرلیا +

آزادی کے عاشقون کو معلوم ہوگا کہ شدت کی خودنمائی اور خوشامد پسندی
سے یہہ ساپر نتیجہ نکلتا ہے اور انکسار و خاکساری جسکو سکندر نے قطعاً فراموش
کردیا تھا وہ کیسے امن و امان کی چیز ہے - اب سکندر کے فور غم نے اسکے ساتھیون
کو تنگ کردیا - راہبون نے معلوم کیا کہ یہہ کسی دیوتا کی خفگی کا نتیجہ ہے اسیلیے
اسے قربانی دینے کا ارشاد کیا - دربار کے سفہا فلاسفرون اور مدبرون
نے اسکی اس عمدہ خیالی کی تعریف کی اور اسکو کہا کہ یہہ غم جو بادشاہ کرتا ہے
یہہ محض شاہانہ فیاضی مین داخل ہے ورنہ حضرت سلطان کی رائے ہی قانون
ہے فوج نے بھی ایک زبان ہوکر اپنی رائے ظاہر کی کہ کلائیطس کا قتل جایز تھا
اور یہہ بادشاہ سلامت کی ملوکیت اور عظمت شان مین شامل ہے
کہ وہ اپنے مقتول دوست کو خود مدفون کرنا چاہتا ہے اسوقت سکندر نے
خطاب شہنشاہ اختیار کرلیا تھا ایرانی تاج سر پر رکھکر دربارون مین زرق و برق

کی پوشاک پہنتا ہے۔ سکندر کے بعض ارکان دولت کو اسکا تزک و احتشام
ایک آنکھہ نہ بہایا۔ خصوصًا وہ امرا جو برابری کے دعوے پر ساتھہ آئے تھے
اُس سے بیزار ہوگئے اور اسکی برائیان کرنی شروع کین۔ ان دنون کچھہ تو سکندر
خوشامد پسند اور متواتر کامیابیون سے خود نما بھی ہوگیا تھا اور کچھہ اُس پتھر سے
جو ایک مفتوح شہر کی دیوار سے پھینکا گیا تھا اور اسکے کندھے پر لگا تھا اسکے
دماغ مین فتور آگیا تھا اور ضعف بصری بھی ہوگیا تھا۔ اسپر مے نوشی کی کثرت
نے اوبھی اُلو بنا دیا اور ایسے برے افعال کا مرتکب کر دیا تہا۔
موسم بہار مین مسیح سے ۳۲۸ سال پیشتر سکندر نے پھر دریاے جیحون کو عبور کیا
اور اپنی بکنور گاہ پر یادگار کے لئے ایک بالن اور ایک تیل کا فوارہ لگا دیا۔ پھر
سمرقند کیجانب دوبارہ عنان عزیمت منعطف کی۔ بدین غرض کہ ملک کے
امن مین اگر خلل واقع ہوگیا ہو تو دوبارہ امن قایم کرے چنانچہ آیندہ
سرما نہایت سرد موسم بمقام ناطیقا بسر کیا۔ کیونکہ یہ ملک ایسا سرد
سیر تہا کہ موسم سرما مین کام کرنا محال ہوجاتا تہا۔ آیندہ موسم بہار مین
۳۲۷ سال قبل مسیح سکندر نے ایک مضبوط پہاڑی قلعہ پر کہ جسمین اوکزیٹیز
بخاری نے اپنی عورت اور دختر کو چھپا کر محفوظ رکھا ہوا تہا حملہ کیا۔ اس
بلند مقام پر چڑھنا نہایت دشوار تہا۔ اور محصورین کے پاس اسباب ضروریہ
بھی بافراط موجود تہا۔ علاوہ اسکے گذشتہ سرما کی برفباری نے
چٹانون پر چڑھنا نہایت مشکل کر دیا تہا۔ مگر تاہم سکندر کے چند من چلے
جنگ آزمودہ بہادرون آہنی میخون اور مضبوط کتانی رسیون کی مدد سے
جو خیمون کے کام آتی تہین رات کے وقت قلعہ کی ایک ترچھی دیوار کے سر
پر جا چڑھے اور دفعتًا شور مچا کر محصورین کو ایسا گھبرا دیا کہ انہون نے
اطاعت قبول کی۔ اس چھوٹی سی مہم سے سکندر کو صرف ... [illegible] ... پر
ہی تصرف نہ ملا بلکہ تمام صوبہ صغدی مین نہایت ... [illegible] ... مقام

تہا بلکہ وہان اُسے ایک ایسی خوبصورت عورت (روخترا وگزرٹیز) بہی ہاتہہ لگ گئی جسکو اُسکے ہمراہیون نے ایسی خوبصورت بیان کیا ہے کہ دارا کی عورت کے سوا تمام ملک ایشیا مین انہین اورکوئی ایسی مہ پارہ عورت دیکہنی نصیب نہین ہوئی ✦

مہم ہندوستان

سکندر نے اسطرح ایک اور مضبوط قلعہ کو فتح کرکے بعد انقضائی موسم بہار جنوب کیجانب بڑہنے کا قصد کیا اورکوہ قاف سے گذرکر اسکندریہ کیجانب رُخ کیا۔ اسکندریہ سے لیکر دریاے سندہ تک فوج کے راستہ کا پتہ لگنا البتہ دشوار معلوم ہوتا ہے۔ سکندر کے راستہ مین اس سفر کے درمیان دریاے چواسپس (دریاے کابل؟) اور دریاے گارئیس آے ہین جنکو اسکے ہمراہیون نے بڑی بڑی ندیان لکہا ہے۔ سکندر نے بعد شہر مساگا (میگلو) کو فتح کیا کیونکہ پولٹیکل مصلحت کی لحاظ سے وہ بہی خاص ضرورت کا مقام تہا۔ اور پہاڑی قلعہ آرنوس بہی کمال جدوجہد کے مقابلہ کے بعد قبضہ مین کرلیا۔ اس پہاڑی قلعہ کی فتح کو مورخ بڑا قابل تحریر واقعہ تصور کرتے ہین۔ کیونکہ اسمین محصورین نے بہی زبردست مقابلہ کیا تہا اوراندر سے جواب ترکی بترکی دیا تہا۔ لیکن تاہم سکندر کی نہ تہکنے والی ہمت اوربلند پروازحوصلہ نے کامیابی حاصل کی اب یہان سے فوج اپنے لئے آپ سڑک تیار کرتی دریاے انڈس (سندہ) کے کنارہ پر پہونچی اورکشتیون کے پل کے ذریعہ سے جو طالمی (بطلیموس) اور ہیفسٹیین نے یہان پہلے پہونچکر تیار کیا تہا آ رین کہتا ہے کہ نہ تو ارسطو بولس اور نہ طالمی ہی نے ہمین بتایا ہے کہ وہ پل کسطرح تیار کیا تہا لیکن تاہم وہ نتیجہ نکالتا ہے کہ غالباً دریا مین کشتیان ڈالکر انکو شہتیرون سے مضبوط جکڑ دیا ہوگا اور کشتیونکو رسّے یا زنجیرونکے ساتہہ دریا مین پتہر ڈالکر ٹوکری مین رکہکر باندہا گیا ہوگا جس سے کشتیان ساکن ہوگئی ہونگی معلوم ہوتا ہے کہ فوج سکندری

نے نومبر اور اپریل کے مہینوں کے درمیان دریائے سندھ کو عبور کیا ہوگا - کیونکہ انہیں مہینوں میں اس دریا پر ایسا پل بنا سکتے ہیں ورنہ باقی سال کے مہینے یہہ دریا طغیانی پر رہتا ہے - سکندر نے سوم سرا چونکہ دریا کابل اور سندھ کے درمیان گذرا [illegible] سے [illegible] واقع [illegible] ہے کہ ہندوستان میں ضرور [illegible] قبل [illegible] ۴۰ [illegible] ہوا ہوگا اور راستہ جو اس نے لیا یہہ کیا [illegible] اسکے بعد تیمور اور نادرشاہ نے ہندوستان کی لوٹ مار کی [illegible] میں پامال کیا ہے - ہندوستان کا پہلا شہر جسمیں عساکر سکندری نے بیشمار مقابلوں اور [illegible] کوفت کے بعد آرام لیا تہی ٹکسلا کے نام سے منسوب کیا [illegible] مقام کالا کا مان خیال ضلع راولپنڈی میں پتہ لگتا ہے و[illegible] بادشاہ نے جسے یونانی ٹکیلس لکہا ہے بلا تکلف اطاعت وانقیاد قبول کیا - ہندوستان کا میوہ بہوٹ مشہور ہی ہے یہہ سکندر کو بہی خوب ہی مفید پڑا اور خوشگوار معلوم ہوا - کیونکہ ہندوں کے تمام چہوٹے بڑے راجوں مہاراجوں میں پہلے ہی سے ملک کے دستور قدیم کے موافق نا اتفاقی زوروں پر تہی جس سے فوج مقدونیہ کی حکمی ظفریابی نے فائدہ اٹہایا - فوج ظفرموج نے دریائے [illegible] (جہلم) کیجانب رخ کیا - یہہ دریا بہت بڑا تہا اور موسمی بارشوں سے لبریز ہو رہا تہا وہی کشتیاں جو دریائے سندھ پر پل بنانیکے کام آئی تہیں توڑ تاڑ کر یہاں تک لائی گئی تہیں اور سلطان سکندر کا ارادہ تہا کہ یہاں بہی اسکے ذریعہ سے فوج عبور کرے - لیکن اس دریا کی نسبت ایک اور زبردست دشمن مقابل کے کنارہ پر آمادہ پیکار نظر آیا - یہہ دشمن راجا پورس تہا جسکے زیر لواس فوج کا بہت سا ملک تہا - اسنے کنارہ دریا پر بیشمار لشکر اور ہاتہیوں کی مہیب قطاروں کو اس ترتیب سے صف آرا کیا تہا کہ سکندر کو پار اترنا دشوار ہی نہیں - بلکہ محال معلوم ہوتا تہا - سکندر ایک سپاہیانہ چال چلا اور چند دستے سواروں کے بعد اپنے محافظ جسم کار آزمودہ سپاہیوں کو ہمراہ

لیکر پوشیدہ طور سے ایک دوسرے مقام سے دریا کے پار اترا یہہ حال دیکہکر
پورس نے اپنی فوج کی صفون کو کنارہ دریا سے توڑ کر میدان مین لا آراستہ
کیا۔ اور سب سے آگے ہاتہیونکی قطار سد روئین کی طرح کہڑی کردی صرف راجہ
پورس سے اتنی خامی ظہور مین آئی ورنہ سکندر کے رفیق شاہد ہین کہ اسکے علاوہ
وہ من چلا راجہ ہندوستان کے اس زمانہ کے فن جنگ مین ایسا لائق تہا کہ جیسا
ہونا چاہیے شہنشاہ فارس کے برعکس راجہ پورس نے بڑی جوانمردی اور بسالت
وجسارت سے مقابلہ کیا۔ لیکن سکندر کے جنگ آزمودہ سوارون اور مقدونیہ کے
قواعد دان پیادون کے سامنے جنکے ہاتہون کے نیزے آفتاب سے
ہچشمی کر رہے تہے اور جنکے رہبر و معین سکندر جیسے واقف رموز جنگ
سپہ سالار کی تدبیرین تہین بہلا ہندوستان کے راجہ شاہی فوجین کیا
حقیقت رکہتی تہین۔ ایرین لکہتا ہے کہ حریف کے ۲۳۰۰۰ جانین کہیت
رہین اور شہنشاہ منصور کے اسقدر کم آدمی کام آے کہ خود ایرین کا
قول پایہ اعتبار سے ساقط نظر آتا ہے۔ راجہ پورس کے دو بہادر
لخت جگر آنکہون کے روبرو پیوند زمین ہو گئے اور اُس نے بذات خود میدان
مین آکر وہ داد مردانگی دی کہ سکندر عش عش کر گیا۔ آخر راجہ گرفتار ہو گیا
کہتے ہین جب راجہ کو سلطان کے سامنے پا بزنجیر کر کے لائے تو سکندر
نے اُس سے پوچہا کہ "اب تم سے کیا سلوک کیا جاوے" راجہ نے جواب دیا کہ
"جو سلوک بادشاہ بادشاہون سے کرتے ہین"۔ سکندر کو اُسکا جواب پسند
آیا اور خوش ہو کر صرف اُسکا ملک ہی اُسے نہ بخشا بلکہ آس پاس کے مفتوحہ
اضلاع بہی اُسے دیدیے۔ اس لڑائی مین یونانیون کو بہت سے ہاتہی بہی
ہاتہہ آئے۔ چنانچہ اس تاریخ کے بعد یورپ کی بہت سی لڑائیون مین ہاتہی
استعمال ہونے لگے۔ ان ہاتہیون مین بہی ایک خاص ہاتہی پر سکندر بڑا
خوش ہوا کیونکہ عین قلب لشکر مین جب کہ ہنگامہ جدال و قتال گرم تہا اس

ہاتھی نے اپنی مقدور سے بڑھ کر دشمن کی افواج کو کچلکر حق نمک ادا کیا تھا یہہ ہاتھی پورس کی سواری کا خاص ہاتھی تھا چنانچہ اُس نے لڑائی مین کسیکو پاس نہ پھٹکنے دیا۔ اور جو تیر اُسکے بدن مین لگا اُسکو اپنے سونڈ سے نکالکر پھینکدیا۔ سکندر نے اس ہاتھی کو لیکر اپنے دیوتا سورج کے ساتھ نذر کیا۔ اور پھر اُسکی پیشانی پر ایک کتبہ کندہ کرا کر آزاد کر دیا۔ کتبہ یہہ تھا: "سکندر ابن الجوپیٹر نے یہہ ہاتھی اجکس نامی اپنے سورج دیوتا کے نام پر نامزد کر کے آزاد کر دیا ہے" کہتے ہین اس واقعہ کے ۳۵۰ سال بعد یہہ ہاتھی اسی کتبہ سمیت پھر پایا گیا تھا جس سے حکما نے ثابت کیا ہے کہ ہاتھی کی عمر زیادہ سے زیادہ ۴۰۰ سال تک ہوا کرتی ہے۔ تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ سکندر نے جہلم کے دونون کنارون پر دو شہر (یا چھاونیان) بالمقابل آباد کئے۔ ایک شہر کا نام اس فتح کی یادگار مین نائسیا رکھا اور دوسرے کا نام اپنے گھوڑے بوسیفاس کے نام پر بوسیفالا رکھا کیونکہ یہان سکندر کا پیارا گھوڑا جسنے تمام جنگلون مین بڑے پیار اور وفاداری سے اس کا ساتھ دیا تھا زخمون اور تکان سے چور ہو کر مر گیا تھا۔ سکندر نے اُسے بڑی عزت و توقیر سے دفن کیا اور اُسکی یادگار مین شہر آباد کر دیا۔ یہان سکندر نے ایک ماہ قیام کیا اور پھر یہان سے چلکر فوج بڑی جلد اسی سانیز (چناب) کو پڑھی۔ اس دریا کو طالمی پندرہ سٹیڈیا یعنی ایک میل سے زائد عریض بیان کرتا ہے۔ فوج نے کشتیان اور چمڑے کی مشکیزون کے ذریعہ سے یہان سے عبور کیا اور سیدھا (راوی) کیجانب رُخ کر لیا۔ کہتے ہین کہ اس سرزمین یعنی دوابہ رچنا کو ان لوگون نے سخت چکنی مٹی کا ایک چٹیل میدان دیکھا تھا کہ گھاس کا ایک تنکا دریاؤن کے متصلہ قطعات کے سوا اُنہین کہین نظر نہین پڑا۔ فوج نے خشک میدان براہ وزیر آباد طے کر کے دریا سے ہائیڈرا اوٹس (راوی) عبور کیا۔ اور لاہور کو بھی دیکھا اس دریا کے اس پار

ایک دوسرا پورس جو ویسا ہی زبردست دشمن نظر آتا تھا آمادہ کارزار پایا یہ شخص دوابہ رچنا کا تاجدار تھا۔ اور سکندر کی آمد سے وڑ کر یہاں بھاگ آیا تھا۔ اسی لئے یونانیوں نے اسے بزدل لکھا ہے۔ لیکن راوی کی مشرق کے تمام ہندوستانی بزدل نہیں تھے۔ چنانچہ کاتھی ایک جنگجو قوم نے سکندر کو پس پا کرنے کا ارادہ کیا۔ تین دن کے ٹبل کوچ سے بمقام سنگالا پہنچا۔ جہاں کاتھیوں نے اپنے دمدمہ کو خوب مضبوط کر رکھا تھا۔ لڑائی زور شور سے چھڑ گئی اور سخت مقابلہ کے بعد بہادر کاتھی اس وقت دب گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کاتھی لوگ دوابہ لاہور کے متعلقات سے تھے۔ گنٹ صاحب اس موقع پر لکھتے ہیں۔ کہ ضلع امرتسر سے گذر کر قوم کاتھی کو جو سنگالا میں رہتی تھی سر کیا اب نشان اس شہر کا بجوبی دریافت نہیں مگر غالب ہو کہ واقع بازی دوابہ ہوگا غالباً قوم کاتھی وہ قوم ہے کہ جس سے کستری یعنی چھتری لوگ پیدا ہوئے ہیں جو اس عصر کا ایک جنگی فرقہ تھا۔ مگر بعض کہتے ہیں کہ قوم کتھائی ان لوگوں میں سے تھی کہ بادشاہ انکا دسرت راجہ اجودھیا تھا۔ اس مقام اجودھیا کو کتاب رامائن میں بنام کیکیا دیس لکھا ہے۔ غرض کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دونوں ملک پاس پاس ایک ہی دوابہ میں واقع ہونگے۔

سکندر کو مجبوراً واپس پا ہونا پڑا

بادشاہ کا ابھی سفر مہمات کا شوق ویسا ہی تازہ تازہ تھا۔ جیسا کہ مقدونیہ سے روانہ ہونے کے وقت تھا۔ اب اُسنے ارادہ کیا کہ دریا سے فلیس بیاس کو جو عرض بلد شمالی ۲۹ درجہ ۳۰ دقیقہ پر چناب سے جا ملتا ہے عبور کر جاوے کیونکہ اُسے اطلاع پہنچی تھی کہ ممالک واقع آنروے بیاس میں دولت و مال بے شمار موجود ہے۔ اسیلئے منصور شہریار نے غالباً گنگا کو اس سفر و مہم کی حد قرار دینا مناسب سمجھا لیکن اسکی یونانی

سپاہی ایک تو پیاپے لڑائیوں اور دور دراز سفرون مین تھک کر چور
ہوگئے تھے اور دوسرے ملک بھی جس مین وہ مقیم تھے انہین چندان تونگر
نہین معلوم ہوتا تھا اس لئے وہ گھبرا گئے اور سمجھے کہ ہم اس دور دراز زمین
مین گھرون سے بعید مسافت پر دشمن کے پنجہ مین گنتی کے آدمی ہین سلامتی
واپس لوٹ جانے مین ہے - سکندر نے بہتیرا سمجھایا دھمکایا اور دلاسا بھی
دیا کہ فوج دریا عبور کرے لیکن نہ نرمی سے کام نکلا اور نہ سختی کارگر ہوئی ✤
سکندر نے اپنے افسرون کو ترغیب و تحریص کی بیفائدہ کوشش کی کیونکہ
جیسے سپاہی اپنے ہٹ پر اڑے تھے ویسے ہی افسرون ضد کے پورے نکلے سکندر نے
سخت غم کیا اور دو دن دیوانہ وار ملول اپنے خیمہ مین بند رہا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت اسکا مطلب
یہہ نہین تھا کہ روئے زمین پر فتح کرتے جائیے اور کوئی ملک نہین بلکہ اسواسطے کہ اسکو عمر بھر
مین پہلی مرتبہ یہہ لگا تھا کہ [illegible] ن خواہ وہ کیسی ہی ضرورت کے
کیون نہ ہون تاہم ممکن ہے کہ رک جاوین - دوسرے یہہ کہ اس روز پہلی مرتبہ
اسکی فوج نے اسکی عدول حکمی کی تھی - جسکا علاج اُس وقت اُسکے پاس
موجود نہین تھا - آخر طوعاً و کرہاً مان گیا - مگر پھر بھی اسکا جی چاہتا
تھا کہ کام کو ادھورا چھوڑ کر واپس نہ چلا جاوے - عاقبت الامر اس نے
دیوتاؤن کی مرضی دریافت کرنے کے لئے قربانیان گذرانین - لیکن شگون
اچھے نہ نظر آئے اور جبراً و قہراً شاہنشاہ کو دیوتاؤن کے منشا اور فوجون
کی مرضی کا اتباع کرنا پڑا اور اسیواسطے مہم سکندری کی بعید ترین فتوحات
کی سرحد دریائے بیاس ہی رہا جنوبی یونان مین اس وقت تک مقدونیہ
والے کچھ بہت بہادر نہین شمار کئے جاتے تھے - لیکن - اس
عظیم الشان اور لاثانی مہم مین افسر وہی لوگ رہے ان نمایان
فتوحات مین جمہوریہ یونان کی طرف سے (جو اس زمانہ مین
دلاوران قوم تسلیم کئے گئے تھے) کوئی آدمی شامل نہین تھے

جبکہ ہم دیکھتے ہین کہ سکندر کی اصلی فوج تو اہل مقدونیہ اہل تسلی اور جنوبی یونان
کے باشندے تھے اور جون جون وہ ملک گیریان کرتا گیا ممالک مفتوحہ کے دیسی
باشندون سے سپاہ بھرتی کرتا گیا۔ وہ نظارہ بھی کیا پرلطف ہوگا۔ جبکہ بیس سے زاید
یوروپ اور ایشیا کے مختلف ملکون اور قومون کے سپاہی یونانی افسرون کی زیر کمان
تاج سکندری کی خیرخواہی مین رزم آزمائی ہونگے۔ جیسا کہ کسیقدر خاکہ اہل انگلستان
نے ہندوستان کی فوجون مین آجکل کھینچ رکھا ہے +

جب تمام خدم وحشم سمیت سکندر جہلم کیطرف لوٹا تو یہان کشتیون کا ایک
بھاری بیڑا اس لکڑی (اچیڑ) سے جو اس دریا کے اوپر کے حصون سے باافراط بہکر
آیا کرتی ہے۔ اسکی کارپردازون نے پہلے ہی سے تیار کر رکھا تھا۔ سکندر نے
یہان پہونچکر اپنی فوج کے تین حصے کئے ایک حصہ کو کشتیون مین بٹھاکر آپ اسکی ہمراہ
سوار ہوا اور باقی دو حصون کو دریا کے دونون کنارون پر خشکی مین چلنے کا
حکم دیا جہان چناب اور جہلم کا اتصال ہے۔ وہان طوفان دریا سے کشتیون
کو سخت صدمہ پہونچا۔ غالباً یہ جولائی اگست کا مہینہ ہوگا کیونکہ انہین مہینون مین
یہان ایسی شدید طغیانیان ہوا کرتی ہین۔ چلتے چلتے ملتان کے قریب ایک قوم
سے سخت معرکہ آن پڑا۔ سکندر نے انکی شہر پر حملہ کیا اور سیڑہی لگاکر سب سے پہلے آپ
فصیل پر چڑہ گیا۔ چار افسر اور بہی چڑہنے والے تہے کہ سیڑہی ٹوٹ گئی اور اب اسکے سوا
چارہ نہ رہا کہ جست کرکے اپنی فوج مین آپڑتے۔ یا دشمنون مین جا پڑے الٹا انا حمیت
سکندری کو کب گوارا تہا جسم کو تول کر شہر ہی مین کود پڑا۔ کودتے وقت اسلحہ کی چمک سے
دشمنون کو یہ گمان ہوا کہ اسکی بدن سے بجلی نکلتی ہے سب کے سب دور دور بہاگنے لگے مگر
پہر اصل حقیقت سے آگاہ ہوکر دہاوے پر چل پڑے۔ سکندر دیوار سے لگکر انکا
مقابلہ کرتا رہا۔ اور اتنے مین لنکے وہ افسر پہنچے ہاتھ سے ہاتھ ملئے مگر ایک تیر اسکے
پسلیون مین ایسا لگا کہ زمین پر گر پڑا۔ اسکے بعد اسکے وہ افسر جو اسکے ساتھ کود کر
آئے تھے اسکی حفاظت کرتے اور دشمن سے لڑتے رہے۔ اتنے مین اسکی سپاہ دروازہ

کہونکر اور کچھہ فصیل پر چڑہ کر شہر مین آگئی ہے اور سپاہیون نے اپنی ڈہالین سکندر کے
اوپر رکہدین - آخر شہر کو فتح کرلیا - اس لڑائی مین سکندر ایسا زخمی ہوا کہ
جان کے لالے پڑگئی - کہتے مین اس جوانمرد کے ایک ایسا تیر لگا کہ آسانی اپنے
ہاتھہ سے نکل نہ سکا - جب معالج تیر نکالنے کے واسطی آیا تو اُس نے خادمون کو ہدایت
کی کہ بادشاہ کو خوب زور سے پکڑ رکہین تاکہ زخم کو چیر کر تیر نکالنے سے جو حالت
اضطراب اور شدت درد سے بادشاہ پر طاری ہوگی وہ عمل جراحی مین حارج ہو
اور یا دوائے بیہوشی پلایا جاوے - سکندر نے ڈانٹ کر کہا کہ کوئی مجھے نہ چھوئے
کیا مجھے اپنے بدن پر اتنا بھی قابو نہین کہ اسکو سنبہال سکون - آخر ڈاکٹر نے
زخم چیر کر فراخ کیا اور تیر کا پہل نکالا - مگر سکندر نے اُف نہ کی حتی کہ اس صدمہ سے
غش آگیا - اور چند گھنٹے حالت جان کندنی مین پڑا رہا *

مردان نبرد آزما اور گردان لشکرشاہی سکندر کے اس دلاورانہ خیال
اور فعل کی پوری تعریف کرسکتے ہین - کہ باوجود ایک ایسے عالی منزلت جہاندار ہونیکے
میدان مین مرنا اپنی زندگی کی علت غائی سمجھتا تھا اور ہمیشہ دکھلانا طریقت جنگجوئی
اور شرب و دلاوری کے خلاف جانتا تھا اور ہمیشہ اس بلا کی کہ جان جائے پر آن
نہ جائے - بعض مورخ لکھتے مین کہ یہ جنگ سکندر نے قوم مالی سے کیا تھا اور یہہ
قوم اس زمانہ مین ملتان مین آباد تھی - چنانچہ اسی لئے اس شہر کا نام ملتان (یعنی مالی ستہان)
ہوا اور اسی خیال سے جغرافیہ نویس شہر ملتان کو سکندر اعظم کے زور دورہ سے پہلے کا
آباد سمجھتے مین - جب ایک عرصے کے بعد سکندر تندرست ہوا تو ۳۲۵ قبل مسیح مین فوج
سندہ اور چناب کے مقام اتصال یعنے اوٹ ستہن پر (جو عرض بلد شمالی ۲۸ درجہ
۵۵ دقیقہ پر واقع ہے) پہنچی - یہان سکندر نے ایک جدید شہر تعمیر کرایا اور
جہاز سازی کا کارخانہ قائم کیا - اور اپنے سپہ سالار فیلقوس کو یہان اپنا
صوبہ قایم مقام قرار دیا - اور جسقدر اہل تھریس سپاہی اسکی فوج کے ہمراہ
تھے ان سب کو وہان فوجی خدمت پر تعینات کردیا *

مہمات بحری

سکندر نے یہان بیڑے کو اور وسیع کیا - اور دریائے سندھ مین آگے بڑھتا گیا۔ راستہ مین شہر سعدی کو جو کوئی بگڑا ہوا نام معلوم ہوتا ہے دیکھا اور وہان بھی جہاز سازی کا ایک کارخانہ قایم کیا۔ وہان سے آگے چلکر راستہ مین ایک سردار میوزی کینس کا علاقہ آیا - اس نے اطاعت کرلی اور اسکو شہر مین کچھ سپاہ بطور محصورین کے قلعہ مین چھوڑ دی گئی - ایک دوسرے رئیس اوکسی کینس نے مقابلہ کرنا چاہا لیکن اسکا جوش فضول تھا کہان رہے جوش اور کہان گیا اسکی فوج تیز تر سکندر نے اسکے دو شہرون پر قبضہ کرلیا اور اسکو پابزنجیر کرکے ہمراہ لیچلا اسکے بعد اسنے سینڈس کی دارالسلطنت سینڈومانا پر تاخت کی اور اسکو شامل مقبوضات سکندری کرلیا معلوم ہوا یہ شہر غالباً جدید سہوان ہوگا اس اثنا مین راجہ میوزی کینس نے بغاوت کی لیکن جلد ہی قابو آگیا اور سازش کے سرغنون سمیت پھانسی دیا گیا +

ایرین کی تحریر اس موقع پر بڑی مغلق اور پیچیدہ معلوم ہوتی ہے اور واقعات کی ظلمت پر اس سے کچھ بہت روشنی نہین پڑتی - مگر تاہم اسقدر واضح ہوتا ہے کہ یہان سے سکندر نے ایک جماعت فوج کو مع فیل سوار ہوکر براہ خشکی وسط افغانستان و بلوچستان سے کرمان کو بھیجا چنانچہ وہ قندہار سے ہوتے ہوئے کرمان واقعہ ایران مین جا پہونچے - لیکن واقعی سمت اس راستہ کی ابتک نہین ہوسکتی +

بمقام پٹالہ (ٹاٹا ہم) جو دریائے سندھ کے ڈیلٹا کا راس ہے سکندر نے بحری فوج کا ایک قشون قرار دیا - اور ایک شہر کی بھی بنیاد رکھی جو اس کا ظن غالب تھا کہ ضرور کسی روز وسیع تجارت کا مرکز ہو جائے گا - اس جفاکش شہریار نے سندھ کے ڈیلٹا کی دونون اطراف کی شاخین خود جاکر تحقیق کین اس نے معلوم کیا کہ مغربی شاخ کی تیز و تند و سمندر کی

ایک قسم کی باد مخالف سے اسقدر شدت کی طغیانی پہ آتی ہی کہ تجارتی کشتیان اسکا بمشکل مقابلہ کرسکتی ہین - چاند کی چودھوین کو مد و جذر اس تیزی سے چڑھا کہ ۹ فیٹ پانی بلند ہوگیا اور اتنی جلدی اُترا کہ شاہی کشتیان دم زدن مین خشکی پر پڑی رہگئین - آخرالامر شاہنشاہ رود سندہ کے دہانہ پر پہونچا بحر محیط (بحر ہند) کا ملاحظہ کیا اور وسیع سمندر مین دور تک سیدہا چلا گیا - کیونکہ اسکا منشا تہا کہ شاید تحقیق سے کوئی اور زمین سمندر مین دریافت ہوسکے - وہان سے پہر سندہ کی مشرقی شاخ کو رُخ کیا اور معلوم کیا کہ یہہ راستہ تجارت کے واسطے بخوبی کارآمد ہوسکتا ہے اور ایصال سمندر پہ ایک وسیع کہاڑی مین آملتا ہے -

نیارکس نامی مشہور ناخدا جو فن جہاز رانی مین اُس زمانہ مین شہرۂ آفاق تہا سکندر کے بیڑے کا سپہ سالار تہا - بادشاہ نے اسکو حکم دیا کہ جب باد موافق چلے تو بحری فوج براہ سمندر خلیج فارس کو عبور کرے +

اِس دلاورانہ سفر بحر کیلئے جو ایسے عہد قدیم مین واقع ہے جیسے ہم یونانیون کے ایسے دور دراز سمندر کے جغرافی معلومات اور نیارکس جیسے آزمودہ کار ناخدا کی لیاقت کو کسقدر سود تعریف کرنا چاہتے ہین - اِس زمانہ کا یونانی جغرافیہ ہومر کی شاعرانہ کہانیون اور آئیو کی خفیہ آوارہ گردیون کے دامن مین لپٹا ہوا تہا - اِس عصر کے حکما کا خیال تہا کہ زمین ایک سطح مستوی ہے اور چارو نطرف سمندر سے محدود ہی اِس لئے یہہ وہمی خیال مشہور تہا کہ خشکی مین دور تک سفر کرنے سے اُسی جگہ لوٹ آتے ہین - چنانچہ سکندر کے ہمراہیون نے جب دریائے جیحون کو دیکہا تو سمجہے کہ دریائے سینڈی کے کنارون پر پہونچ گئے ہین اور جب دریائے سندہ مین گھڑیال دیکہے تو خیال کیا کہ دریائے نیل کے کنارون پر آگئے ہین - فی الواقع عبور سمندر کا اِس زمانہ مین نہایت عجیب و غریب تہا - کیونکہ کشتیان

اُس زمانہ کی بہت چھوٹی ہوتی تہین - اور فن جہاز رانی نے بھی چندان رواج نہین پایا تہا - مقدار مسافت بھی معلوم نہین تھی - اور کوئی گمان نہ تہا کہ سامان رسد بھی مہیا ہو سکے یا نہ ہوسکے مگر نیارکس نے یہہ ہوشیاری کی کہ کشتیون کو اکثر لب دریا ہی رکہا اور وسط بحر مین نہ ڈالا کیونکہ خواص مقناطیسی (جسکو جہازرانون کا راہنما کہنا زیبا ہے) اس وقت تک دریافت نہ ہوا تہا - اور کوئی جہاز یا کشتی وسط آب مین روان کیجاتی تھی - بخلاف زمانہ حال کے کہ اب جہان چاہین جہازون کو لیجا سکتے ہین - راستہ مین اُنکو رسد کیجانب سے بڑی تکلیف ہوئی کیونکہ کنارہ کا ملک ویران اور ریگستان تہا - غرض بصد خرابی فقر و فاقہ وہ جمعیت خلیج فارس تک پہونچگئی - اِس امر کے تسلیم کرلینے مین یہی تامل نہین ہے کہ نیارکس نے بحری تجارت کے لئے بحر ہند کو پہلی مرتبہ کہولا تہا جو من بعد آندم سے ایندم تک ایک وسیع تجارت کا مامن و مسکن رہا •

دشت گڈروسیا کا سفر اور سوسا کی طرف بازگشت

باقی حصہ فوج سکندر بسر کردگی اپنے لشکر ۳۲۵ قبل مسیح مین ماہ ستمبر کے قریب روانہ ہوا - سندہ کے ڈالٹا سے بندر عباس (جو خلیج فارس کے کنارہ پر واقع ہے) تک کا راستہ ہاتہیون کے لئے اور ایسی جمعیت کے لئے جسکا سامان رسد کشتیون پر لدا چلا آتا ہو کچھہ بُرا نہین - اسی راستہ کے پہلو بہ پہلو ساٹھہ روز مین سکندر نے بھی اور ملکی کی مغربی حد سے پیکرپورہ (فوگ؟) تک سفر کیا ایک مرتبہ قلت آب سے فوج ایسی تنگ ہوئی کہ ساحل بحر کے ریگستان مین سات روز تک کنوان کہودنے کی تلاش مین پہرا کئے - اگر ایرین اور سطربو کی تحریرات کو معتبر سمجہین تو اس بنجر غیر آباد جنگل مین اہل سپاہ نے اسقدر تکلیفین اور مصیبتین اوٹہائین جو حد بیان سے باہر ہین - اور جسکا زیادہ حصہ اتنی بڑی سپاہ کے لئے رسد کی کمی سے مخصوص نہین ہو سکتا - بلکہ

ملک کے ویرانے اور زمین کے ریگستان ہونے سے ہوسکتا ہے ۔

ایک دفعہ دوپہر کے وقت جبکہ وقور حرارت سے چیل انڈا چھوڑ لی تھی اور سکندر کا ہر ایک ہمراہی العطش العطش پکار رہا تہا ایک سپاہی بڑی وقت سے ڈھونڈھ کر تھوڑا سا پانی سکندر کے واسطے لایا تہا ۔ اس جوانمرد بادشاہ نے اُس سپاہی کا شکریہ ادا کیا اور پانی کو زمین پر گرادیا ۔ اُنکی ہمت مردانہ اس امر کی مقتضی نہ ہوئی کہ خود تو پانی پی لے اور فوج ہمراہی پیاسی مرے

پورہ سے فوج بلا وقت دارالخلافہ کرمان کو روانہ ہوئی ۔ یہاں کریٹرس ہی سکندر سے آملا ۔ جو ایک حصہ فوج فیل سوار لیکر براہ قندہار آیا تہا ۔ یہان نیازکس بہی بادشاہ سے آملا ۔ اور بیڑہ ہارموریہ تک جو جزیرہ ہرمز کی مقابل ساحل پر واقع ہے بسلامت لنگر کیا ۔

کرمان سے فوج بسرکردگی ہفیش بعہ باربرداری اور چند زنجیر فیل کے ساحل خلیج فارس پر روانہ ہوئے ۔ کیونکہ موسم سرما مین جو قریب آرہا تہا ۔ یہہ سڑک خاصی چلنے کے قابل تھی ۔ بادشاہ خود معہ خاصے کے سپاہیون اور تہوڑی سی فوج کے بمقام پسارگیڈی جہان کیخسرو مدفون تہا گیا جاکر دیکہا تو اس قومی بہادر کی قبر لٹیرو نکی غنیمت کی آماجگاہ ہو رہی ہے جو اس بہادر کی عزت کے مطلق پرواہ نہین کرتے جو دو سو سال سے وہان سو رہا ہے اُسکا طلائی تابوت جسمین اُسکی نعش کسی قسم کی معطر ادویات مین بسا کر رکھی ہوئی تھی کہ گلنے سڑنے سے محفوظ رہے ۔ دیکھہ دیکھہ کران لٹیرون کے موںہہ مین پانی بہر آیا تہا ۔ لیکن تابوت کے صندوق کا اوپر کا تختہ اُلٹ دینے اور نعش کو باہر پہینکدینے کے بعد ان قزاقون سے بوجہہ زیادہ ہونے کے نہین اُٹہہ سکا تہا ۔ سکندر نے حکمدیا کہ نعش کے پارچون کو اُٹھاکر کے قبر مین رکہدیا جاوے چنانچہ ارسطابوس کہتا ہے کہ اس مرحوم شاہنشاہ کی قبر کی مرمت کا حکم میرے نام ہی نافذ ہوا تہا کہ اس بڑے پارسی جنگی

بہادر کی قبر کو آئندہ کے لئے قزاقون کی دست برد سے بچایا جاوے +

پسارگیدی سے روانہ ہوکر سکندر بدستی پولس کو گیا اِس شہر کو سکندر اپنی پچھلی روانگی کے وقت آگ لگا گیا تہا - ایرین لکہتا ہے سکندر کو اس شرارت سے جواس نے پرسی پولس کی آتشزدگی سے کی بہتی کچہہ رنج نہین ہوا یہان پہنچکر اس نے پیوسسطس نامی ایک اہل مقدونیہ سپہ سالار کو ایک پارسی جنرل کی بجائے فارس کا صوبہ قرار دیا اور اِس پارسی کو بجرم بد علنے ریاست کے پہانسی دیدیا پیوسسطس نے نہایت لیاقت اور عقلمندی سے حکومت شروع کی بلکہ ایسی حکمت عملی اختیار کی کہ سکندر کو اس سے پوری تسکین ہوگئی۔ اُس نے پارسی چال ڈہال رسم رواج اور پوشاک اختیار کرلی اور زبان فارسی مین عمدہ مہارت پیدا کرلی - مورخ بیان کرتے ہین کہ پارسی اسکی عملداری سے نہایت خورسند ہوئے - اُس زیرک سپہ سالار کی مثال البتہ اِن لوگون کے لئے قابل تقلید ہے جو خوش نصیبی سے ممالک غیر مین منصب حکومت پر ممتاز کئے جاتے ہین +

قیام مقام سوسا

آخرکار بمقام سوسا دریائی الائی کے کنارہ پر ۳۲۴ قبل مسیح مین فوج نے اِس دور دراز سفر کی ماندگی سے آرام کیا - اور اس وقت فرصت کو شادی کی مضمون اور راگ رنگ کے جلسون مین بسر کرنے لگے - یہان سکندر نے دارا کی بڑی لڑکی بارسن سے اپنی شادی رچائی - اور چہوٹی لڑکی اپنے سردار ہیفسٹشن کو بیاہ دی - ارسطوبولس کہتا ہے کہ اُس نے اوکس کی لڑکی سیرائی سیطس سے بہی اُسی وقت شادی کی - اور اِس طرح اسکی عورتین یعنے ایک بختاری اور دو فارسی نسل کی ہوگئین - سکندر نے اپنے انہیں بڑے بڑے افسرون مین سے ہر ایک سے ایک ایک ایشیائی عورت منتخب

کردی - کریٹیرس پرڈکیس طالمی - یومنیس نیازکس اور تسیلیوکس عورات کا مورخ نے خاص ذکر کیا ہے - وہ کہتا ہے۔ یہہ تمام شادیان حسب دستور ملک فارس رچائی گئین - دونون کے واسطے چوکیان رکھی گئین اور دور شراب کے بعد دلہنین جنہون زنانی ٹوپیان کتان کے پائجامے اور ریشمی کرتے پہنے ہوئی آئین جو اپنے اپنے خاوندون کے پاس بیٹھ گئین بادشاہ نے اپنی عروس کا ہاتھ پکڑکر بوسہ لیا اور تمام سردارون نے اُنکی تقلید کی اور پھر سب نے ملکر کھانا کھایا - سکندر نے ہر ایک عورت کا جہیز بھی اپنی پاس سے دیا - باقی جسقدر سپاہیون نے ایشیای عورات لینی چاہین اُنکے نام ایک فہرست مین درج کئے گئے اور شادی کے وقت بادشاہ کیجانب سے اُنہین تحفے تحائف ملے - چنانچہ اس فہرست مین دس ہزار سے زاید آدمیون کے نام درج ہو گئے ✤

خواہ مختلف قومون کے اتحاد و اتفاق کے لئے یہہ شادیان کیسی ہی مصلحت ملکی کے قرین ہین لیکن تاہم اہل مقدونیہ کے سپاہی ان سے بہت آزردہ ہوی - مقام اوپس دریای ٹگرس کے کنارہ پر بادشاہ نے فوج کا جائزہ کیا اور زخمی ناتوان اور ناقابل سپاہیون کو وطن بھیجنا چاہا - مگر اُسوقت سپاہیون مین غدر پھوٹ پڑا اور ساری فوج یک زبان ہوکر چلای کہ بہتر ہی اگر تو ہم سب کو معطل کردے اور آیندہ کے لئے اپنے اپ امین کی مدد سے ملک گیریان کیا کرے - سکندر یہہ طعنہ سنکر برافروختہ ہوگیا اور کود کر سپاہیون کے بیچ مین جا پڑا اسکے پیچھے چند محافظ جسم سپاہی بھی گھس آئے اور انہون نے تیرہ آدمیون کو جو اِس فساد کے سرغنے تھے پکڑ لیا - جنکو فے الفور جان سے مار ڈالنے کا حکم صادر ہوا پھر فوج کی طرف جو یہہ واقعہ دیکھکر ہراسان ہوی تہے مخاطب ہوا اور بہت سی ملامت کے بعد انہین کفران نعمت کا الزام لگایا اور چاہتے ہی کہا کہ تمنے اپنے بادشاہ کی خاطر منعض کی جسنے تمہارے تمام دکھ درد

ہر وقت اور ہر حالت میں بانٹتے - اور کامیابی کے انعامات سے تمہارے جیب وہ من مالامال کر دئے اور اپنے پاس برائے نام فقط تخت کی عزت اور تاج کا سودا رکھ لیا آخر کار اس نے انہیں علیحدہ کر دینے کا حکم دیا اور آپ محل شاہی مین جا گھسا - دروازے بند کر دئے اور حکم دیا کہ کوئی اندر محل کے نہ آئے حصے کر محل کی حفاظت کے لیئے ایرانی سپاہیون کی گارد کا پہرہ مقرر کیا - یونانی سپاہی جہٹ اپنے کئے پر پشیمان ہو گئے - اور جوق در جوق محل کے گرد آکھڑی ہوئی - انہون نے اپنے ہتھیار پہنکدئے اور رحم سلطانی کے خواستگار ہوئے - سکندر نے اس وقت انہیں صدق دل سے پچھتاتے ہوئی دیکھکر معاف کیا - لیکن بغیس کی بغاوت کے وقت سے اسکے دل مین برابر رنج چلا آتا تہا - چنانچہ اس نے ....ا نہایت ضعیف اور ناتوان سپاہیون کو زیر حکم کریطرس جو بجائے انطپیطر کے مقدونیہ کا وایسرائے مقرر ہوا تہا وطن کو رخصت کر دیا - گو شادی کے جلسون مین بغاوت اور بےامنی کی مجلسین بہی اٹھ کھڑی ہوئیں لیکن ناچ رنگ اور تمام قسم کے کہیل تماشے اور نادرات موسیقی جسقدر کہ اس عہد کے یونانی کاریگر جانتے تھے - اس آن بان سے جاری رہی کہ ناظرین کو رہجا دیا - سکندر کی دانشمندی مین کچھ شک نہیں - گو فساد پیدا ہو گیا لیکن اسکی رای کی صیانت قابل صد ہزار تحسین تھی اس باہمی مناکحت سے اسکی علت غائی یہہ تہی کہ فاتح اور مفتوح قومون مین ایسا پختہ اتحاد قایم ہو جاوے کہ باسانی اسکا ازالہ نہ ہو سکے اسکے مورخ لکھتے ہین کہ اسکا یہہ بہی ارادہ تہا کہ ایشیای لوگون کو یورپین سلاح سے مسلح کرکے طریق جنگ سکہلایا جاوے اور انکو اپنی سپاہ مین شامل کرکے ان سے ایک جدید فوج تیار کیجاوے تاکہ اسکی جان مقدونیہ والون کے قبضہ سے نجات پاوے - کیونکہ اہل مقدونیہ کے سپاہی اسکو ایک سی زیادہ مرتبہ طعن دے چکے تھے کہ تو ہمارے سوا کچھ ہے +

واقعات خاتمہ

تحقیقات علمی اور رفاہ عام کے کامون مین ہر وقت اسکی طبیعت کو میلان تہا لیکن اس وقت جبکہ ایک عالمگیر مہم کے بعد کسیقدر فراغت حاصل ہوی تہی اُس نے اِن امور کیجانب زیادہ توجہ منعطف کی۔ قرون سے کشتیون مین بیٹہکر خلیج فارس مین چلا آیا۔ اور دریائے دجلہ و فرات کے ڈلٹا کو بغور دیکہا۔ اور پہر شط العرب سے ہوتے ہوئے دجلہ مین مقام آو پس تک چلا آیا۔ اس دریا مین عہد قدیم سے کئی ایک پختہ بند وار پار اس غرض سے باندہے ہوئے تہے کہ موسم طغیانی مین جب دریا لبریز ہو تو گرد و نواح کی سرزمین کو آبیاری سے شاداب کیا کرے لیکن سکندر کی آرزو ہمیشہ یہی رہی کہ تجارت بحری و بری کو ترقی ہو اور دور دراز ممالک کے مابین تجارت وسعت سے جاری رہے۔ چنانچہ اسی خیال کو مدنظر رکہکر اس سفر مین اُس نے دریاے دجلہ سے وہ بند جو قدیم معماری کا ایک بے بہا نمونہ تہے منہدم کروادئے اس لئے کہ وہ دریائے اندرونی آمد و رفت سے مزاحم تہے +

سنہ ۳۲۴ قبل مسیح کے اخیر مین سکندر بمقام اکبتانہ جو سلطنت کا شمالی دار الخلافہ تہا گیا اسی جگہہ اسکا منظور نظر دوست ہفیسشن مرگیا۔ سکندر کو اسکی وفات کا نہایت رنج و الم ہوا۔ آخر دل برداشتہ ہوکر بابل کو چلدیا +

راستہ مین غم غلط کرنے کے لئے ایک پہاڑی قزاقون کی قوم کو جسکا نام کوسی تہا مطیع کرنا چاہا۔ اس وقت تو بادشاہ نے اپنے زعم مین حسب مراد اس قوم کی بیخکنی کردی لیکن جلدی ہی بعد مین وہ پہر اُٹہہ کہڑی ہوئی۔ سکندر ایسا جفاکش آدمی تہا کہ ہمیشہ محنت کے کام کرنے مین خوش ہوتا تہا اور سستی اور بیکاری سے گہبراتا تہا۔ جب سکندر بابل کے قریب پہنچا تو معلوم ہوا کہ دنیا کے قریبًا تمام اطراف و اکناف سے مختلف ممالک کے سفیر

ایشیا کے نئے شاہنشاہ کی مبارکباد کے لئے آئے۔
معبد بعل کے مجاوروں نے بادشاہ کو بہتیرا سمجھایا کہ شہر کے اندر جانے مین آپکے لئے سلامتی نہین ہے چنانچہ بعل کا اپنا فرمان بھی یہی تہا۔ لیکن اُس نے انکی بات کیطرف مطلق توجہ نہ کی۔ اور شہر کے اندر چلا گیا۔ معبد عظیم کے کہنڈرات بڑی تباہ حالت مین دیکھے۔ باوجودیکہ بادشاہ نے جب پہلی مرتبہ بابل مین آیا تہا تو معبد بعل کے از سر نو تعمیر کا حکم دیا تہا۔ لیکن مجاورون نے اسکا کچھہ خیال نہ کیا اور اس معقول آمدن کو لیتے رہے جو اس معبد کی متعلق تھی۔ یہ بات یہان لکھنی ہی ضروری ہے کہ سکندر نے مقدونیہ سے روانہ ہوکر بابل کے قیام تک کل ۱۹ ہزار میل انگریزی سفر کیا اور یہہ اسقدر طویل مسافت تہی جو نہ تو کسی اور نے اسکی عہد مین یا اس سے پہلے زمانہ مین طے کی تھی گو آجکل کے سیاح بھی اس سے زیادہ سفر کر لیتے مین ✤

قیام بمقام بابل

سکندر نے ارادہ کیا کہ شہر بابل کو اپنا دارالامارت قرار دے اور اس شان و شوکت اور عیش و عشرت مین زندگی بسر کرے کہ مشرقی بادشاہون کو خواب مین بھی نصیب نہ ہوئی ہو اُس نے بابل کو از سر نو تعمیر کرایا اور دارا کے سنہری تخت پر بیٹھکر دربار کیا۔ اس تخت کے اوپر ایک طلائی درخت لگا ہوا تہا جسکے پتے زمرد کے تھے اور پہل جواہر کے۔

تاہم اسکے ارادے بڑے بڑے جلیل و عظیم الشان تہے۔ اُس نے ہیرو کلائیڈس کو بہیجا کہ بحیرہ کاسپین پر جاکر جہاز تیار کرے۔ اور دریافت کرے کہ کیا جیسے ہیروڈوٹس ایک سو سال پیشتر کہہ گیا ہے کہ یہہ بحیرہ چارون طرف خشکی سے محیط ہو صحیح ہے یا دوسرے لوگون کا یہہ خیال درست ہے کہ بحیرہ اسود سے پیوستہ ہے بابل مین اس نے ایک بندرگاہ تیار کرایا

تہا کہ جو جہاز خلیج فارس اور دجلہ مین آمد و رفت کرین وہان ٹھہرا کرین اور جسطرح ہوسکا آزمودہ کار ملاحون اور جہاز رانون کو اپنی جدید دارالحکومت مین بود و باش کرنے کی ترغیب دیدلا کر جمع کیا - اسکی یہہ بہی آرزو تھی کہ جزیرہ نما عرب کے گرد جہاز گھوم آئین - اور وہان کے لئیرے خانہ بدوش قبیلی (بدوی) مطیع کئے جائین لیکن اسکے کسی ناخدا نے راس ہیکا ٹاسی جو داخلہ خلیج فارس پر واقع ہے آگے بڑہنے کا حوصلہ نہ کیا -

بابل کے سرسبز میدانون مین زراعت و فلاحت کو ترقی دینا اسکی حکمت عملی کا دوسرا پہلو تہا جسکی تسہیل کے لئے اُس نے بہت سی نہرین آبرسانی کے لئے کہدوانے کا بندوبست کرلیا تہا - اور ایام طغیانی دجلہ مین سیل کا فضول پانی خارج کردینے کے لئے پلیکوس نالہ کو زیادہ وسیع اور کارآمد بنالیا تہا ❖

سکندر کی وفات

اسی اثنا مین جبکہ سکندر جزیرہ نما عرب کی مہم پر تلا بیٹھا تہا کہ پیام اجل آیا اور دل کے ارمان دل ہی مین رہی کہ چلدیا - مورخ اسکی وفات کی وجہہ یہہ بیان کرتے ہین جبکہ بابل کے گرد نواح کی دلدل والی زمین مین جہاز رانی کے کارخانون کے لئے کام کروا رہا تہا تو زیادہ محنت کرتے سے بخار چڑہ آیا پہنے دنون کی کثرت مے نوشی سے ضعف پہلے ہی موجود تہا جس سے بخار اور تیز ہوگیا - ایرین نے اسکی بیماری کے روزانہ حالات قلمبند کئے ہین - پہلے تو اُس نے کسی طبیب سے معالجہ نہین کرایا - نوروز تک اُس نے خود ہی کوشش کی کہ کسی طرح بخار اُتر جائے چنانچہ بخار چڑہنے کی کچھہ پرواہ نہ کی اپنی سپہ سالارون سے اپنے ارادون کا ذکر کرتا رہتا اور کبہی میڈس سے چوپڑ کہیلنے لگتا - ہر روز خود بخود اٹھکر غسل اور قربانی گذارنے کے لیئے سوار ہوکر چلا جاتا تہا - آخر کار بخار شدت سے چڑہنے لگا اور ہمارے بہادر

کی کوئی بہادری پیش نہ گئی - جبکہ اسکے جرنیل اسکے بستر کے گرد جمع ہوئے تو اس وقت اسکے بولنے کی طاقت بھی سلب ہو چکی تھی - اسکا آخری کام یہہ تہا کہ اس نے اپنی انگلی سے مہر خاص کی انگوٹھی اونار وی اور پرڈکیس کے حوالہ کردی یہہ بھی تواریخ مین لکھا ہے کہ ابھی طاقت گفت کسی قدر باقی تھی کہ اس سے پوچھا گیا کہ سلطنت کی عنان کس کے ہاتھ مین دی جانے ہو۔ سکندر نے فقط اسی قدر جواب دیا کہ "جو سب سے بہادر ہے"۔ ؟

سپاہیون نے جب اس آخری وقت کا حال سنا تو گھبرائے ہوئے محل کے گرد آجمع ہوئے - اور ایک طرف سے چپ چاپ اپنے مرتے ہوئے سردار کے بستر مرگ کے پاس سے ماتمی حالت مین ہو دیانہ گذرتے گئے - مگر سکندر اشارات سے انہین جتلاتا رہا کہ اسے انسے کس قدر محبت تھی اسکے جرنیل سرآپس کے معبد مین راتون اس خیال سے جاکر سوئے کہ شاید انہین خواب مین معلوم ہو کہ اگر سکندر کو اس معبد مین لانے سے آرام ہوجاوے تو اسے لایا جاوے لیکن وہان سے بھی پتہ لگا کہ وہین رہنے دو۔

یہہ نوجوان شاہنشاہ عین عالم شباب مین ۳۲ سال ۸ ماہ کی عمر مین اس عالم فانی سے رہگرائے عالم باقی ہوا - اس عرصہ مین جبسے اس نے ہوش سنبھالی اسکی تلوار ہمیشہ چہرلی اور گرمجوشی سے بنی نوع انسان کی تعداد کے کم کرنے مین مشغول رہی - اسکی سلطنت کا عرصہ فقط تیرہ سال تہا لیکن خواہ یہہ کیسا ہی مختصر عرصہ ہے اسکے کارنامے ایسے وسیع ہین کہ اہل بصیرت کو حیرت پیدا ہوتی ہے ✚

کہتے ہین جب سکندر اعظم کا آخری وقت آیا تو اس نے اپنی والدہ کو وصیت لکہی کہ "پیاری اماں! مین اب وہان جاتا ہون جہان ہرکولیز اور اچیلز جیسے چل بسے ہین - مین ایک ایسی نیند سونیوالا ہون کہ جسکا کوئی انجام نہین - مین تم سے بمنت التماس کرتا ہون کہ میری مفارقت کے رنج

مین اپنی جان کو تکلیف نہ دینا - اور ایک وصیت کرتا ہون کہ جب میرے ماتم پرسی کے لئے لوگ جمع ہوں اور دستر خوان پر کہانا کہانے کیلیے بیٹھین تو اس وقت تم نے سب حاضرین سے کہنا کہ میری بیٹے کے توشہ سے وہ شخص کہانا کہائین جنہین عمر بہر مین کوئی غم دامنگیر نہوا ہو" - جب سکندر کی والدہ کو یہہ خط پہونچا اور اس نے اسکی وصیت کی تعمیل کرنی چاہی تو دیکہا کہ تمام مہمانون مین سے ایک بہی ایسا نہین نکلا جو اس قید غم سے آزاد ہونے کا دعوی کرے اور دستر خوان کیطرف ہاتہہ بڑہائے - سکندر کی والدہ نے اس سے یہہ نتیجہ نکالا کہ میرے بیٹے کا مطلب اس وصیت سے فقط یہہ تہا کہ میرے جوانان مرگ کے بعد والدہ میرے غم والم مین مبتلا نہ رہے ❖

سکندر نے اپنی مختصر سی زندگی کے ایام مین اس پہرتی سے کام کئے مین کہ گویا اسے معلوم تہا کہ اسکا خاتمہ قریب ہی ہے - گو اس نے بہت کچہہ کیا اور ۳۲ سال کی مختصر سی مدت مین **اعظم** کہلائے جانے کے قابل نام پیدا کر لیا مگر تاہم دلمین سینکڑون ارمان لیگیا - اسکا ارادہ تہا کہ ساری عالم کو زیر نگین کر کے عالمگیر نام پاوے اور ایک مرتبہ پہر ہندوستان مین نئی فوج ایسی بہرتی کر کے لیجاوے جو ستلج سے آگے بڑہنے سے کبہی جی نہ چرائے مگر زبردست موت نے اسکو فرصت نہ دی کوئی شخص خواہ وہ کیسا ہی پیش بین کیون نہ ہو جب اپنے دلمین سکندری فتوحات اور مہمات کو با ترتیب رکہکر اُنکے عرصہ وقوع اور پورا ہونے کے وقت سے مقابلہ کری تو اُسے یہہ باور کر لینے مین کبہی تامل نہین ہوگا کہ اگر یہہ شہریار نامدار کچہہ عرصہ اور زندہ رہتا تو سچا عالمگیر ہوجاتا - افسوس اسکے مرگ بے ہنگام نے اسکی سب ارادون کو خاک مین ملادیا - اس موت کا سبب کہین یہی شیوہ ہے کہ بے وقت آتی ہے اس کا کوئی وقت نہین اور نہ کوئی موسم ہے - سکندر کی افواج وعساکر

سے تمام متوسلین اور ارکان و اقران سلطنت کی زبان حال سے ذیل کا نوحہ پڑھتے اور حسرت سے سر دھنتے تھے :-

نوحہ

پتون کے بھی گر جانیکا ہے وقت معین پھولون کے بھی مرجھانیکا ہے وقت معین
کملاتے ہین گل چلتی ہے جب باد بہاری پتون کو گراتی ہے ہوا جب فصل خزان کی
چھپنے کا ستارون کے بھی ہے وقت مقرر چھپتے ہی نکل آتا ہے جسدم شہ خاور

پر تیرا کوئی وقت مقرر نہین ای موت

دن اس لئے اللہ نے بنایا ہے کہ ہمین دنیا کے ہمین کام جو کرنے ہون وہ کرین
اور شام کو فارغ ہو فرائض سے سب احباب تفریح و مسرت کے فراہم کرین اسباب
شب خواب کے آرام کی راحت کے لئے ہے اللہ کی یاد اور عبادت کے لئے ہے

قبضہ مین مگر تیرے سبھی وقت ہین ای موت

ہے مجلس دعوت کا بھی اک وقت مقرر ہے محفل عشرت کا بھی اک وقت مقرر
جوش خوشی و دعوت احباب کا ہے وقت فرط طلب عیش و مے ناب کا ہے وقت
ہے وقت کہ جب یار غم و رنج و الم سے ہلکا کرین رو رو کے دل اور آنسو بہا کے

پر موت کسی وقت مین جب چاہے چلی آئے

وہ غنچہ خوشرنگ جو ہے حاصل گلزار نوخیز جوانان گل اندام و خوش اطوار
مرجانے کے قابل نہین معلوم جو ہوتے جب نام ترا سنتے ہین ہنس دیتے ہین سنکے
پر موت تو ایسی نہین رحم آئے جو تجھکو مہمان کو جوان ہونے سے پہلے جلا دی انکو

رحم اور تامل تجھے کرنا نہین آتا

معلوم ہمین حال نیا ہے قمر ہے کہسار پہ مرغون کے اترنے کی خبر ہے
آتی ہے خزان جب تو سمجھ لیتے ہین ہم سب تیار ہوا چاہتی ہین کھیتیان سب اب
پر وہ بھی کوئی ہے جو بتا دے ہمین اتنا موت آئیگی اس وقت جتا دے ہمین اتنا

کوئی نہین ایسا نہین ہرگز کوئی ایسا

کیا وہ ہے تیرا وقت کہ جب باد بہاری ۔ سرگوشیان کرنیکو شگوفے سے ہے چلتی
یا جبکہ گلِ سرخ کی سرخی نہین رہتی اس وقت تو اے مرگ زبردست ہے آتی
ایسا نہین ان سب کا ہے اک وقت مقرر پر ہمکو تو جب چاہے پکڑ لیتی ہے آکر

اے سب سے زبردست اور اے صاحب قدرت

تمون سے تموج ہو ہوا مین جہان پیدا امواج سمندر کے زور ونپہ ہو جس جا
پرامن گھر و نمین جہان دیکھو وہان تو ہے راہون سفر و نمین جہان دیکھ وہان تو ہے
دریا پہ ہون خشکی پہ ہون گھر مین ہون سفر مین ہم ہون کہین اے موت مین پر تیری نظر مین

تو چھوڑتی پیچھا کسی حالت مین نہین ہے

احباب سے احباب جہان ملتے ہین آکر پرامن مکانو نمین ہنسے پاتے ہین وہانپر
میدان مین جنگجو کے ہے میدان تیرا گرم سرداروں کے سر کٹتے ہین تو ہوتی نہین نرم
افلاک پھٹے جاتے ہین بگلون کی صدا سے لاکھون کٹے جاتے ہین جہان بندی خدا کے

وہان دیکھو تو سرگرم ہے تو کام مین اپنے

سکندر کی وفات سے بڑی صحت سے پایۂ ثبوت کو پہونچتا ہے کہ دنیا اور اسکے مال و دولت کی کچھہ حقیقت نہین - کجا وہ تزک و احتشام اور کجا وہ تباہی و بربادی کہ تمام زن و بچہ اسکے مع والدہ اسکی کے عرصہ قلیل مین ہلاک کئے گئے - اور تمام سلطنت سپہ سالارون اور رئیسون مین تقسیم ہو گئی - جو ملک جسکے ہاتھہ لگا اُس نے دبا لیا - مگر ہان نام اسکا کوئی نہ دبا سکا - اور وہ اقبال سکندری فقط خواب و خیال رہ گیا - یہان بیساختہ یہہ شعر یاد آتا ہے ؎

اے سکندر نرہی تیری بھی عالمگیری
کتنے دن آپ جیا جس لئے دارا مارا

سکندر کا سراپا - چلن - مزاج اوصفات و عادات

ایک مورخ سکندر کا سراپا اسطرح لکھتا ہے - سکندر قوی الجثہ خوشنما

آدمی تہا۔ بدن خوبصورت سڈول اور مضبوط۔ اعضا متناسب۔ قد و قامت متوسط۔ سر ذرا سا ایک پہلو کو مائل۔ آنکہین خوبصورت جنمین تیزی چمکتی تہی اور بشرہ مردانہ حسن و ملاحت اور دلاوری سے بہرپور تہا۔ ہمیشہ قلب جنگ مین اسکے سر پر کا سفید طرہ اسکی شاہانہ پیشانی پر عجب بہار دکہاتا تہا۔ سکندر اپنے عصر کے شریف یونانی سپاہی کا پورا نمونہ تہا۔ ملک گیری اور شہرت کا وفور شوق جو قدیم بہادران یونان کے کارنامون کی تقلید نے سکندر کے دل مین پیدا کر دیا تہا حد بیان سے باہر ہے۔ گو مغلوب الغضب تہا لیکن اپنے کئے پر جہٹ پشیمان اور اپنے قصور کا قائل ہو جاتا تہا۔ اسکی فیاضی بہی اس قابل تہی کہ اسکی تعریف کیجاوے۔ ہر وقت اسکی یہی آرزو رہتی تہی اچیلز اور ہرکولیز سے گوئی سبقت لیجاوے۔ چنانچہ ہمیشہ اسکا یہی قاعدہ تہا کہ ہومر کی نظم کو اپنی تلوار کے ساتہہ بالین کے نیچے رکہتا تو اُسے نیند آتی تہی۔ غرور جسکو گذشتہ زمانہ کی خوبیون مین شمار کرتے ہین۔ اور جو در حقیقت اس زمانہ مین جب کہ شریفانہ طور پر استعمال کیا جاتا تہا تو مغرور آدمی کو زیبا معلوم ہوتا تہا۔ سکندری صفات مین ایک متین رکن تہا ذاتی جرات جسکو اوسان سے مخاطب کرتے ہین اور جو بہادر آدمیون کی لازمی صفت ہے کہہ کم نہ تہی۔ جب بچہ تہا تو اُسے جوہر فرونے سکو بہوی فیلس جیسے وحشی کی پشت پر جا بہٹایا اور جب بڑا ہوا تو اسے کے ذریعے اپنی خودرائی اور مغرور فوج کا انتظام اور اہتمام کرتا رہا۔ جسقدر اُسے نظم سے محبت تہی اسی قدر علم کو بہی چاہتا تہا۔ اسکی زبان مین غضب کا جادو بہرا تہا۔ جس سے اس نے بارہا اپنے سپاہیون کو جنگ کی جلتی آگ مین کود پڑنے پر آمادہ کیا۔ اور اپنے ذہن رسا سے ایسی ایسے پُرخطر واقعات پر صائب رائی چہائی کہ جن مین بڑے بڑے خرانٹ اہل الرائے حواس باختہ ہو جایا کرتے۔ وہ دیوتاؤن کی ہمیشہ تعظیم

وتکریم کرتا اور اپنے آپ کو انہین شامل سمجھے جانے کی آرزو رکھتا - بلکہ ساعی رہتا کہ دیوتاؤن مین شمار کیا جاوے - بلکہ اُس نے یونانیون سے اپنی پرستش بھی کرانی چاہی - انتھنز کے باشندون نے تو جبراً قہراً منظور کر لیا - لیکن سپارٹا والون نے کہلا بھیجا کہ اگر سکندر دیوتا ہے تو ہوا کرے طبیب کی سرگرمے اور خوش آیند امیدون کے بر آنے سے ہمین ایک ایسی جدید روح پیدا ہوگئی تھی کہ وہ ہر وقت اسکو کامیابی پر مستعد کر دیتے اور بیشک یہہ وہی روح تھی جو نپولین کی آنکھون مین پھر جاتی تھی اور جس نے اسکو مشرقی ممالک مین سکندر کا ہمسر بنا دیا اور ہمین ماننا پڑتا ہے کہ اِسی روح نے دنیا کے تمام بڑے بڑے فاتحون کے سینے گرم کئے ہین کہ جس سے انہین ایسی عالی رتبے ملی +

ایک مورخ لکھتا ہے کہ بہیئت مجموعی سکندر کے اخلاق کو شریفانہ اور اسکی قوائے ذہنی کو مکمل کہنے مین ہمین مطلق تامل نہین - اگر انصاف سے رائے زنی کیجاوے تو اسکا دنیا کے وجیہہ ترین عورتون کی عزت اور حمایت کرنا علی العموم مقید و دشمنون سے نرمی اور خندہ روی سے پیش آنا اور اسکی سچی سپاہیانہ دلیری بہر حال ہماری تعریف کے مستحق ہین - واقع مین اسکے قوائے ذہنی بڑے اعلے درجہ کے تھے جو دو چیزین ایک روشن ضمیر بیدار مغز آدمی مین موجود ہونی ضروری ہین یعنے صحیح قوت فیصلہ اور صاف قوت متخیلہ - وہ اسمین موجود تھین جیسا وہ باہر سے زرہ بکتر سے مضبوط تھا - ویسا ہی اندر سے اسکی قلبی جسارت اور خداداد ہمت نے اُسے مستحکم کر رکھا تھا اور علاوہ اسکی اسکی سپاہیانہ شباہت پر وہ سفید پر جو ہمیشہ خود پر لٹکتا رہتا تھا اور بہی عجیب شاندار کہلاتا تھا -

عہد سکندر سے آجتک زمانہ کئی صدیان پھلانگ آیا ہے اسواسطے

اس وقت سے اس زمانہ کا مقابلہ بصحت تمام نہین ہو سکتا ۔ اُس زمانہ مین شراب خوری کوئی جرم نہین سمجھا جاتا تھا فقط تفریح طبع اس سے مقصود تھا ۔ اِس لئے کثرت میخواری سے اسکا مزاج بجا نہین رہتا تھا ۔ ایسی حالت مین اس سے سخت معیوب کام سرزد ہوئے ہین اپنے ایک رفیق اور ایک جرنیل کا قتل کرنا ۔ اور پرسی پولس کے محلات کو آگ لگا دینا ۔ بیشک بہت بُرے کام ہین ✦

تاہم اسکی کبھی نہ ہارنے والی ہمت اور جسارت اسکی شجاعت اور اسکا تحمل اسکے لاثانی نظم کی قدردانی اور اسکی کریم النفسی ایسے امور نہین ہین جو نظر انداز کئے جائین اور اُنکے سوا اسکی خدمت مین دنیا کے اطراف واکناف کے جمیع دول کے سلاطین کے سفیرون کا حاضر ہوکر تخت نشینی ایشیا کی مبارکباد دینا ایسا کام ہے کہ جسکے لئے ہم بھی اسکی قدردانی کرین ایک مسٹر جربن فاضل نے سکندر اعظم کے جولیس قیصر (شاہ روم) پر خیالات کی صفائی ۔ چلن کے بے رو رعایت اور کریمانہ کارروائی فنون کی نادرات کی قدردانی اور اسکے اپنے لفظون مین ریاست کی روح وروان ہونے کے لحاظ سے فضیلت دی ہے ۔ مگر آزنار صاحب جنکی علمی فضیلت ایک عالم مانتا ہے اور جنکی رائی بوجہ ایک سچے اہل دل ہمدرد ہونے کے بہت بڑا وزن رکھتی ہے اسکی اسقدر تعریف کرتے ہین کہ ہمین بے شک اسکو لکھنے کا حوصلہ پڑتا ہے وہ کہتے ہین "عہد قدیم مین سکندر سب سے بڑا آدمی تھا" ✦

مورخون نے اس امر پر بحث کی ہے کہ اگر بجائے مشرقی قومون کے سکندر کو مغربی اقوام سے واسطہ پڑتا تو کیا نتیجہ نکلتا ۔ اگر ان امور کو مدنظر رکھا جاوے کہ اسکی مملکت کی وسعت ۔ اسکے عاقلانہ حکمرانی اور فن جنگ کی کامل واقفیت کس درجہ تک پہونچی ہوئی تھی تو

تو ہمیشہ یقین پڑتا ہے کہ جو کام اس سے ظہور میں آئے ہیں اگر وہ ملنے بھی بڑی
بڑے کام کرنا چاہتا تو انکو بھی ضرور کامیابی ختم کرتا۔ لیکن یہ بھی قیاس
پیدا ہوتا ہے کہ اگر مغرب میں جاتا تو مغربی تہذیب کو جو ابھی طلوع
ہونے لگی تھی مشرق والوں سے کچھ نقصان پہونچتا۔ مگر تقدیر کو ابھی منظور
تھا کہ ایک اور صدی تک مشرقی دنیا کو روما والوں کے قانون انکی معاشرت
اور انکی شائستگی سے بہرہ یاب کرے ✽

اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ فتوحات سکندر سے دنیا کو بہت بڑا فائدہ ہوا
یعنے مشرقی ممالک یونانی تہذیب سے بہرہ یاب ہوگئے۔ مگر سکندر کی
نسبت اسکے جانشین اس قسم کے فائدہ کے پہونچانے میں زیادہ متوجہ
رہے کیونکہ سکندر کی علت غائی ملک پر فتح کرنے سے فقط چشم حرص کا
کاسہ پر کرنے سے تھی۔ اس موقع پر بعض لوگ بالکل متناقض
خیال کے ہیں وہ کہتے ہیں کہ سکندر میں صرف جنگ و جدل کی
لیاقت ہی تھی۔ معاملات ملکی کے سلجھانے کی قابلیت نہیں رکھتا
تھا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسکو معاملات ملکی میں دخل دینے کی
اجل نے مہلت ہی نہ دی۔ ورنہ اسکی خداداد لیاقت سے ملکی انتظام
کی درستی بھی کچھ بعید نہ تھی۔ وہ ارسطو کا شاگرد اسکندریہ
کا بانی اور نیارکس کے بحری سفر کا تجویز کرنے والا وہ شخص تھا۔ جس نے
فتحمند مہموں اور ملک گیری کے دوران میں بھی علوم
کو فراموش نہ کیا۔ وہ عقل تجربہ سے بہرہ مند تھا۔ جسکے ذریعہ سے بحر و بر کا انتظام
اور اتنے وسیع عساکر کا اہتمام بڑے ہنر سے کیا جاتا تھا۔ ملکی حکومت کی
بھی ویسی ہی لیاقت رکھتا تھا۔ ہاں ہم اس قدر وثوق سے اس بات کا
اقرار نہیں کرسکتے کہ وہ اس کام میں بھی سیزر یا نپولین کا ہمپلہ
تھا۔ وہ شہر جنکی بنیاد سکندر نے ایشیا کے مختلف مقامات پر رکھی

سکندر بن فیلقوس شاہ مقدونیہ کی تصویر ایک نہایت معتبر کتاب پر اسطرح مندرج ہے

گو پہلے صفحہ پر سلطان سکندر کی ایک اور تصویر درج ہے جو معلوم ہوتا ہے کہ ایک سنگین بُت سے نقل کیگئی۔ لیکن یہ تصویر بھی ایک نہایت معتبر وسیلہ حاصل کیگئی ہے

(محبوب عالم)